بیاد: حضرت الحاج حافظ عبدالستار صاحب عزیزیؒ

دینی، دعوتی، علمی، ادبی، تحقیقی، فکری اور اصلاحی ترجمان

ماھنامہ

نقوش اسلام

خصوصی اشاعت بیاد

حافظ مولوی محمد انس حقانیؒ

Issue.No.8,9	November,December2019 نومبر/دسمبر ۲۰۱۹ء	VOL.No.14

مجلس سرپرستان

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسارپوری
شیخ طریقت حضرت مولانا قمر الزماں الہ آبادی
نمونۂ سلف حضرت مولانا سید محمد سلمان مظاہری

مجلس مشاورت

مولانا سید الرحمٰن اعظمی ندوی — مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی
مولانا سید الرحمٰن فیضی ندوی — مولانا محمد اکرم ندوی
مولانا محمد عامر صدیقی ندوی — الحاج موسیٰ اسماعیل درسوت
مولانا محمد احمد صالح جی، — مولانا حسن مرچی
مولانا یحییٰ بام، مولانا رشید احمد ندوی، مولانا محمد منذر ندوی

مجلس ادارت

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی ❁ مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری ❁ مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری

چیف ایڈیٹر
محمد مسعود عزیزی ندوی

مدیر انتظامی
ڈاکٹر مرغوب عالم عزیزی

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

NUQOOSH-E- ISLAM
MUZAFFARABAD.SAHARANPUR.247129
(U.P)INDIA.Cell.09719831058
E.mail : nuqooshe_islam@yahoo.co.in
masoodazizi94@gmail.com
www. nuqoosheislam.com , www. mifiin.org
ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مظفرآباد، سہارنپور 247129 (یوپی) انڈیا

شرح خریداری

ہندوستان کے لیے

فی شمارہ........................۲۰/روپئے
سالانہ........................۲۴۰/روپئے
خصوصی...... ......۵۰۰۰/روپئے
ایشیائی، یورپی افریقی وامریکی ممالک کے لیے ۵۰/ڈالر

رسالہ کے جملہ امور سے متعلق اس نمبر پر رابطہ کریں: 09719639955

منیجر توسیع واشاعت: قاری محمد صالحین
Mob: 09813806392

Markazu Ihyail Fikril Islami , A/C No. 30416183580,S.B.I
Monthly Nuqoosh-e-Islam, A/C No. 30557882360,S.B.I

PRINTED, PUBLISHED AND OWNED: MD FURQAN
PRINTEDAT LUXMI PRINTING PRESS SAHARANPUR
EDITOR: MD FURQAN

iles\A017.TIF not found. Files\A025.TIF not found. iles\A017.TIF not found.

اس شمارے میں

عناوین	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ		۳
عزیزم محمد انس واصل بحق	محمد مسعود عزیزی ندوی	
احساس دل		۵
ایک سعادتمند بیٹے کی رحلت	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	
صدائے دل		۶
ایک جانکاہ حادثہ	مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی	
حقائق		۷
رضا بالقضا ہی ہمارا ایمان ہے	مولانا مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی	
احساس جدائی		۸
ایک کامیاب طالبعلم کا حادثہ	مولانا محمد ہاشم صاحب قاسمی	
رنج والم		۱۰
حادثہ فاجعہ	مولانا سید بلال عبدالحئی حسنی ندوی	
احساسات		۱۱
عزیز گرامی محمد انس حقانی مرحوم	مولانا عبدالسبحان ناخدا ندوی	
حسین یادیں		۱۳
حافظ محمد انس-ایک صالح نوجوان	مولانا محمد ناظم ندوی، مانک مئو	
کوہ گراں		۱۵
نور نظر سے محرومی	ابوانس حقانی ندوی، دہرادون	
نقوش رفتگاں		۲۲
ایسے تو کبھی چھوڑ کے بیٹے نہیں جاتے	مفتی ناصر الدین مظاہری	
صفات حمیدہ		۲۵
موت اسکی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس	مولانا محمد آصف ندوی	
اخلاق وکردار		۲۸
حقانی بھائی کے چھوٹے علی میاں	مولانا محمد انعام اللہ قاسمی	
یاد رفتگاں		۳۵
حافظ محمد انس اپنے رب کے حضور میں	حمید اللہ قاسمی کبیر نگری	
ماضی کی یادیں		۳۷
جواں سال بیٹے کی رحلت کا اثر نامہ	مولانا محمد ساجد قاسمی کھجناوری	
سوغات		۳۸
ایک ماں کی تڑپ	رفقائے مدرسہ جامع العلوم	
مجسمہ اخلاق		۳۹
عزیز مکرم حافظ محمد انس مرحوم	مولانا محمد ہارون قاسمی	
حسین کردار		۴۰
عزیزم حافظ محمد انس کا حادثہ وفات	مولانا شاکر فروخ ندوی	
تأثرات		۴۳
تعزیتی خطوط	بنام مولانا رسال الدین حقانی	

ماہنامہ ”نقوش اسلام“ کے لئے شرح اشتہار

ٹائٹل صفحہ آخر رنگین	(فل سائز)	۳۰۰۰...........
// // اول اندرونی	// //	۲۵۰۰...........
// // آخر اندرونی	// //	۲۰۰۰...........
صفحہ اندرونی	(فل سائز)	۱۰۰۰...........
آدھا صفحہ اندرونی		۶۰۰...........
۱/۴ صفحہ //		۴۰۰...........

نوٹ: شائع شدہ مضامین سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں، ہر قسم کی چارہ جوئی کا حق صرف عدالت سہارنپور کو ہی ہوگا۔

پرنٹر پبلیشر: محمد فرقان نے لکشمی آفسیٹ پریس سہارنپور میں طبع کرا کے دفتر ماہنامہ نقوش اسلام مظفرآباد سے شائع کیا

کمپوزنگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر: مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور، یوپی (الھند)

اداریہ

حسرت تو ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

عزیزم محمدانس واصل بحق

محمد مسعود عزیزی ندوی

خالق کائنات کی ذات پاک ہی حی قوم ہے، باقی کائنات کی ہر چیز کو فنا ہے، حضرت انسان جو کائنات کے وجود کا باعث ہے، ساری کائنات کا نظام، زمین وآسمان، چرند وپرند، ندی نالے، پانی کے چشمے، سمندر، ہوائیں، چانداور سورج سب انسان کی راحت وآرام کے لئے وجود پذیر ہیں، خالق کون ومکان کی ذات پاک ہے، اس کو فنا نہیں، وہ ازل سے ہے ابدتک رہے گی، اس کے فیصلے اٹل ہیں، ان کو کوئی چیلنج نہیں کرسکتا، اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہے، اس نے سب کچھ اپنی حکمت وتدبیراور منشاء سے بنایا ہے، وہ جو کرتا ہے، عین اس کا منشاء ہوتا ہے، وہ پورے تکوینی نظام سے واقف ہے، وہ انسان کو پیدا کرتا ہے اور اس کا پورا نظام زندگی اس کے پاس لوح محفوظ میں مکتوب ہوتا ہے، وہ کسی کو پیدا ہونے سے پہلے ہی ماردیتا ہے، کسی کو پیدا کر کے جان لیتا ہے، کسی کو پھلنے پھولنے کا موقع دیتا ہے اور جب وہ ماں باپ کی آرزوں اور تمناؤں کا مرکز بنتا ہے، اس وقت اس کو لیتا ہے، کبھی طبعی عمر تک پہنچا کے بلاتا ہے، یہ اس کا الگ الگ نظام ہے، جس کو ہم اچانک اور حادثے سے تعبیر کرتے ہیں؛ لیکن حقیقت میں وہ اچانک اور حادثہ نہیں ہوتا، بلکہ عین منشاء الٰہی اور پہلے سے لکھے گئے فیصلے کے مطابق ہوتا ہے، جس کا ہم کو علم نہیں ہوتا۔

اسی طرح کا واقعہ ہمارے دوست محترم مولانا رسال الدین حقانی صاحب ندوی کے ساتھ پیش آیا کہ اللہ نے ان کو ایک امانت محمد انس کی شکل میں دی تھی، جس کی تعلیم وتربیت اور حسن تادیب میں مولانا مصروف تھے، اس کو چمکانے، صیقل کرنے اور اس کا ہیرا اور جوہر بنانے میں طرح طرح کے منصوبے اور پلان بنارہے تھے، مولوی محمد انس ایک سعادت مند، نیک محنتی اور ہونہار طالب علم تھے اور اپنے والدین کے بھی بہت فرمانبردار ومطیع تھے، اور ان کی تمناؤں اور آرزوؤں کے محور تھے، جیسا کہ ان کے والد محترم مولانا رسال الدین کا ایک مقام ہے، اور اللہ تعالی نے ان کو دینی، علمی، تعلیمی اور ملی قومی اور سماجی خدمات کا موقع عطا کیا ہے، اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شعبہ میں بھی بیباک معلوم ہوتے ہیں، جس کی بنا پر ان کا حقانی کا لاحقہ بالکل صحیح اور اسم بامسمیٰ معلوم ہوتا ہے اور انہوں نے اعلی دینی وعصری تعلیم کے لئے ادارہ بھی قائم کیا ہے، جس کے ذریعہ وہ نسل نو کی تعلیمی وفکری آبیاری کررہے ہیں، حقانی صاحب اپنے بیٹے مولوی محمد انس کو بھی اپنے جانشین کے طور پر تیار کررہے تھے، مگر قضائے الٰہی کا فیصلہ آ گیا اور محمد انس جو مدرسہ

ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی میں زیر تعلیم تھا، اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ندی میں نہانے گیا اور غرق ہو کر شہید ہو گیا، اناللہ وانا الیہ راجعون: ؎

یہ پھول اپنی داد لطافت کو پا نہ سکا ❁ کھلا ضرور مگر کھل کے مسکرا نہ سکا

❁❁❁❁❁———❁❁❁❁❁

والدین جن کی آنکھوں کا وہ تارہ تھا، جن کے لئے آفتاب و ماہتاب تھا، جن کی تمنائیں اور آرزوئیں اس سے وابستہ تھیں، جس کو اپنے مستقبل کا سہارا بننے کی امید رکھے ہوئے تھے، اس کا اس طرح اچانک جدا ہو جانا کوئی آسان بات نہیں کہ برداشت کیا جا سکے، مگر مؤمن کا عقیدہ ہے کہ ہر خیر و شر اور ہر فیصلہ اس کے رب کی طرف سے ہے، حیات و ممات کا وہ مالک ہے، اس لئے ہر صاحب ایمان اس بات پر بصدق دل یقین کرتا ہے اور رضا و شکر کا پیمانہ چھلکنے نہیں دیتا، یہی مولانا رسال الدین حقانی ندوی اور ان کے گھر والوں نے کیا، بڑے صبر و شکر کے ساتھ اپنے جذبات کو قابو میں رکھا، اور اللہ تعالی کے فیصلے پر راضی رہے، اور اس سے بڑے اجر کی توقعات وابستہ کیں، اللہ تعالی ان کی توقعات کے مطابق ان کو اجر عظیم عطا فرمائے، اور شہید بیٹے کو اعلی علیین میں مقام رفیع نصیب فرمائے۔

❁❁❁❁❁———❁❁❁❁❁

مولانا رسال الدین کا چونکہ راقم سے تعلق ہے، ذہنی وفکری ہم آہنگی بھی ہے، اور ہماری دعوتی تعلیمی اور علمی سرگرمیوں سے ان کو مناسبت ہے، ہماری چیزوں کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں، وہ راقم کے ''نقوش اسلام'' کی تحریروں کو پسند کرتے ہیں، اور اپنے تبصروں سے محظوظ کرتے ہیں، اور ان سب سے بڑھ کر ان سے عزیزانہ، ہمدردانہ اور گھریلو تعلق بھی ہے، اسی لئے جب اس حادثہ فاجعہ کی اطلاع ملی تو تعزیت کے سلسلہ میں دہرہ دون مولانا سے ملاقات کے لئے بھی جانا ہوا، اور بعد میں بھی سفر ہوا، اسی طرح عید الفطر کے چند روز بعد جس روز مولوی محمد انس گھر سے مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی کے لئے جا رہے تھے اس روز بھی اہلیہ کے ساتھ ان کے یہاں جانا ہوا، غرضیکہ ان سے تعلق اور محبت سرسری اور وقتی نہیں بلکہ دیرینہ رفاقت ہے، جو ندوۃ العلماء کے طالب علمی کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے، اس لئے ان کے غم میں شرکت کرنے کیلئے اور عزیزم محمد انس کو ادنی سا خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کا خصوصی نمبر عزیزم کے حالات پر نکالا جائے اور وہ تمام پیغامات، مقالات ومضامین اور تأثرات جو حضرات اکابر، اساتذہ، مشائخ اور اہل تعلق کی طرف سے پہنچے ہیں، ان کو نقوش میں شامل اشاعت کیا جائے، اسی جذبہ کے پیش نظر عزیزم محمد انس پر یہ رسالہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے، عزیزم کے درجات بلند فرمائے، والدین اور اہل تعلق کو صبر جمیل عطا فرمائے، انشاء اللہ یہ تمام مضامین بعد میں مستقل کتابی طور پر بھی شائع کئے جائیں گے، تاکہ عزیزم مولوی محمد انس کی یادگار باقی رہ سکے، سدا نام رہے اللہ کا۔ ❁❁❁

احساسِ دل

ایک سعادتمند بیٹے کی رحلت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين سيدنا محمد بن عبدالله الأمين، وعلى آله وصحبه أجمعين، وعلى من تبعهم بإحسان ودعا بدعوتهم إلى يوم الدين، وبعد!

عزیز القدر مولوی رسال الدین حقانی ندوی (مقیم دہرہ دون) ہمارے دار العلوم ندوۃ العلماء کے باتوفیق فضلاء میں ہیں جو تعلیم ودعوت کے کام میں دو دہائی کے عرصہ سے لگے ہوئے ہیں اور زمانہ طالب علمی سے ہی علمی شغل میں رہے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے کتابوں سے انہیں خاص تعلق رہا اور اسلامیات سے متعلق ایک جامع کتاب ان کی کتابوں سے عزیز مرحوم مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی کی نگرانی میں ''اسلاف کا تعارف'' کے نام سے تیار کی جو بہت مقبول ہوئی، پھر قرآنیات سے متعلق گراں قدر اور قیمتی کام ''قرآنی افادات'' کے نام سے تیار کیا جس کی دو تین جلدیں سامنے آچکی ہیں، اس کے علاوہ دینیات کی تعلیم کے دینی مدرسہ اور عصری اسکول کے قیام اور دوسری دینی دعوتی کوششوں کے ذریعہ وہ اتراکھنڈ کے خطہ میں اچھی شہرت رکھتے ہیں۔

اپنے فرزند مولوی محمد انس حقانی کے لئے دینی تعلیم کے حصول کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنانے کے جذبہ سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے وطن تکیہ کلاں رائے بریلی میں واقع ''مدرسہ ضیاء العلوم'' میں بھیجا جہاں وہ محنت اور لگن سے تعلیم حاصل کررہے تھے، اور دینی امور کے بھی پابند تھے، اساتذہ بھی ان خوش تھے اور ان کے لئے وہ سعادت مند تھے کہ اچانک یہ خبر صاعقہ اثر ان کے والدین اور دیگر متعلقین کو ملی جس نے ہم لوگوں کو بھی متأثر کیا کہ وہ دنیا میں نہیں رہے اور ندی میں ڈوب جانے سے وفات ہوئی، البتہ ان کو شہادت کی موت ملی، اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ ''الغرق شہید'' ڈوب کر وفات پانے والا شہید ہوتا ہے اور دوسری بشارت یہ کہ طالب علم دین کی حالت میں وفات پانے والے کا درجہ بھی شہید کا ہوتا ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے متعلقین یہ مجموعہ مضامین وتأثرات جو ان کے قدردانوں کی طرف سے ہے دوسروں کے نفع کا ذریعہ بنا کر ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

۲۸؍محرم ۱۴۴۱ھ
۲۸؍ستمبر ۲۰۱۹ء

محمد رابع حسنی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

صدائے دل

ایک جانکاہ حادثہ

حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم ندوۃ العلماء لکھنؤ

محبّ گرامی مولانا رسال الدین حقانی ندوی (ناظم ادارہ شباب اسلامی دہرہ دون) کے فرزند عزیز گرامی حافظ محمد انس سلمہ ۲۵؍شوال المکرّم ۱۴۴۰ہجری مطابق ۲۹؍جون ۲۰۱۹ء کوندی میں ڈوب جانے کی وجہ سے انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محمد انس مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور، تکیہ کلاں، رائے بریلی میں ثانویہ سادسہ کے طالب علم تھے، اساتذہ کے منظور نظر اور تعلیم میں محنتی تھے، گرمی کا موسم تھا، وہ دریائے ''سی'' میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہانے گئے کہ یہ ناگاہ واقعہ پیش آیا، اس طرح کے حادثات انسان زندگی میں بڑے عبرت پذیر ہوا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی چیز اتفاقی نہیں ہوتی ہے، پہلے سے طے شدہ نظام کے تحت سارے واقعات پیش آتے ہیں، اللہ کی کوئی بڑی حکمت ان کے پیچھے پوشیدہ ہوتی ہے، جس کو انسان نہیں سمجھتا ہے اور آہ وفغاں کرنے لگتا ہے، ایسے مواقع پر انسان کی رضا بالقضاء کا امتحان ہوتا ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن کی شان نرالی ہے، اس کو کوئی خوشی لاحق ہوتی ہے اور وہ شکر ادا کرتا ہے تو وہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے، اور اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو وہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم)

محبّ گرامی مولانا رسال الدین حقانی ندوی بلاشبہ اس موقع پر تعزیت کے مستحق ہیں، وہ ماشاء اللہ دہرہ دون میں اہم تعلیمی اور دعوتی خدمت انجام دے رہے ہیں، اسی کے ساتھ علمی مشغولیت بھی رکھتے ہیں، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے ''قرآنی افادات'' کو انہوں نے جمع کیا ہے اور کئی جلدیں اس کی شائع ہوچکی ہیں، یہی ان کی عنداللہ مقبولیت کی دلیل ہے۔

عزیزی محمد انس کا واقعہ ہر ایک کے لئے تکلیف دہ رہا، خاص طور سے ان کے والدین کے لئے اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور محمد انس کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

مخلص

سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲؍محرم الحرام ۱۴۴۰ھ

حقائق

رضا بالقضا ہی ہمارا ایمان وعقیدہ ہے

مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی، شیخ الحدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی، گنگوہ

گزشتہ دنوں ہمارے مخلص کرم فرما اور علم دوست محبی فی اللہ محترم مولانا رسال الدین حقانی ندوی زید مجدہ کے جواں سال فرزندار جمند اوراپنے والدین کے لئے قرۃ العین بننے والے عزیزی حافظ محمد انس حقانی کے اچانک سانحہ شہادت نے ہم جیسوں کو بھی رنج وغم سے نڈھال کردیا:"اناللّٰہ وانا الیہ راجعون، ان للّٰہ ما اعطی ولہ مااخذ وکل شئ عندہ الی اجل مسمی"۔

حافظ محمد انس مرحوم ابھی بتدریج تعلیمی مراحل طے کررہے تھے، انہوں نے چھٹمل پور اور مانک مئوسہارنپور کے تعلیمی اداروں سے استفادہ کرنے کے بعد ندوۃ العلماء لکھنؤ کی سب سے فعال شاخ مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور میں داخلہ لیا تھا تاکہ وہاں رہ کر مزید تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوسکیں لیکن کسے معلوم تھا کہ ان کی زندگی کی شام بالکل قریب ہے، چنانچہ ان کا وقت موعود آن پہنچا اور وہ حادثہ کا شکار ہوکر اپنے رب سے جاملے "تغمدہ اللّٰہ بغفرانہ وادخلہ فسیح جناتہ والھم اھلہ وذویہ الصبر والسلوان"۔

حافظ محمد انس جیسا کہ متعدد احباب سے معلوم ہوا نیک صالح، سنجیدہ مزاج، علم وعمل کی جستجو رکھنے والے باادب طالب علم تھے، وہ ذاتی کمالات اورخوبیوں کی بناپر جہاں بھی رہے اپنے اساتذہ کی آنکھوں کا تارابن کررہے، ایک حقیقی طالب علم کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اسے اپنے والدین اور معلّمین کی دعائیں ملتی رہیں کہ اسی سے آدمی کی علمی ترقی کا راز وابستہ ہے، مگر کیا کیاجائے؟ عزیز موصوف تو بہت ہی مختصر زندگی کے ساتھ اس فانی دنیا میں آئے تھے۔

میں سوچ ہی رہا تھا کہ برادر گرامی مولانا رسال الدین حقانی پر اپنے اس ہونہار بیٹے کی وفات سے کیا گزر رہی ہوگی جنہوں نے بڑے چاؤ اور پیار سے اپنے اس نور نظر کو علم وعمل کی راہ پر ڈالا تاکہ وہ مستقبل میں ان کے خوابوں کی روشن تعبیر بن سکے، مگر آہ کہ یہ بھی بس ایک خواب ہی رہا:"وکان امر اللّٰہ قدراً مقدوراً"۔

پیارے انس کے انتقال کے بعد جب تعزیت کے لئے دہرادون جانا ہوا تو یہ دیکھ کر خود کو تسلی ہوئی کہ مولانا حقانی صاحب کو اللہ نے بڑے حوصلوں سے نوازا ہے، وہ اس موقعہ پر بالکل صبر واستقامت کی تصویر نظر آئے، حقیقت یہ ہے کہ اہل ایمان کی یہی شان قرآن نے بھی بیان فرمائی ہے کہ جب انہیں کوئی صدمہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے، رب ذوالجلال سے مزید دعا ہے کہ عزیز مرحوم کی مغفرت فرماکر انہیں اپنے والدین کا سرمایۂ آخرت بنائے، اورتمام پسماندگان کو صبر جمیل موفق فرمائے، آمین۔

شریک غم

خالد سیف اللہ نقشبندی

مدیر جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

۸؍محرم ۱۴۴۱ھ

۸؍ستمبر ۲۰۱۹ء

احساس جدائی

ایک کامیاب طالب علم کا حادثہ فاجعہ

مولانا محمد ہاشم صاحب قاسمی مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور، سہارنپور

۲۹/ جون ۲۰۱۹ء بروز جمعہ کو یہ اندوہناک خبر ملی کی عزیز القدر حافظ محمد انس سلمہ اچانک اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف منتقل ہو گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس خبر نے میرے بدن میں اور نحیف جسم میں لرزا ہٹ طاری کر دی، یوں تو دنیا میں بہت سے افراد آتے چلے جاتے ہیں مگر بعض افراد کی موت قابل رشک اور لائق ستائش ہوتی ہے۔

زندگی ایسی جیو کہ دشمنوں کو بھی رشک ہو
موت ایسی ہو کہ دنیا دیر تک ماتم کرے

ولادت اور موت سب کی یکساں نہیں ہوا کرتی، بلکہ جیسے پیدا ہونے اور مرنے والے مختلف مراتب کے لوگ ہوتے ہیں، ایسے ہی ان کی ولادتوں اور موتوں میں بھی تفاوت اور فرق مراتب ہوتا ہے، کسی کی پیدائش صرف ماں باپ کے لئے خوش کن ہوتی ہے، کسی کی خاندان بھر کے لئے باعث مسرت ہوتی ہے، کسی کی ولادت پر پورا شہر خوشی مناتا ہے اور کسی کی پیدائش پر ملک بھر اور دنیا بھر میں خوشیاں منائی جاتی ہیں، اسی طرح موت بھی سب کی برابر نہیں ہوتی، کسی کے مرنے والے پر کوئی بھی رونے والا اور میرات بانٹنے والا نہیں ہوتا، جیسے حدیث شریف میں ہے: ''قلت تراث وقلت بواکیہ'' کسی کے میراث بانٹنے والے اور رونے والے بہت کم ہوتے ہیں، کسی کی موت پر صرف اس کے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار غم کرتے ہیں اور کسی کی موت پر صرف خاندان والے غم کرتے ہیں اور کسی کی موت پر شہر کا شہر سوگوار ہو جاتا ہے اور کسی کی موت پر شہر ہی نہیں بلکہ پورا ملک روتا ہے، اور بعضوں کی موت ایسی ہوتی ہے کہ پوری دنیا غم کرتی ہے اور روتی ہے، جیسے ایک عالم کی موت کے بارے میں فرمایا: ''موت العالم موت العالم''۔

ایسا ہی منظر میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ محمد انس ابن مولانا رسال الدین حقانی اسم بامسمّٰی ثابت ہوئے، بہت زیادہ محبت کرنے والے اور انسیت رکھنے والے افراد کا ایک جم غفیر امنڈ آیا، خاندان اور رشتہ دار ہی نہیں بلکہ شہر در شہر، صوبہ در صوبہ، ملک در ملک کے افراد بذات خود آکر حقانی صاحب کو تعزیت پیش کر رہے ہیں، خطوط اور فون کا تو شمار ہی نہیں، اس میں نیک اور صالح ماں کے کردار کو بھی دخل ہے، تھوڑی عمر کے طالب علم نے ثابت کر دیا کہ ایک سچے مخلص، باوفا، دیانتدار طالب علم کی علامت یہی ہوتی ہے، اس نوخیز جوان طالب علم نے حقیقی طالب علم کا ثبوت پیش کر کے دنیا کو دکھا دیا، والدین کے غم کو تعزیت کرنے والوں کی کثرت نے بھلا دیا، میں تعزیت کے لئے وہ الفاظ پیش کرتا ہوں جو جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے لئے ارشاد فرمایا تھا: ''ان للہ مااخذ ولہ مااعلی وکل شی عندہ باجل مسمیٰ'' وہ چیز بھی اللہ ہی کی ملکیت ہے جو اس نے لے لی ہے اور وہ چیز بھی اس کی ملکیت ہے جو اس نے دے رکھی ہے اور اس کے نزدیک ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔

جان دی، دی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

عزیزم مولانا رسال الدین صاحب حقانی مجھے بھی جانا ہے اور آپ کو بھی جانا ہے اور عزیزی محمد انس کے تعلیمی، تربیتی، شفیق مربی اور روحانی باپ حضرت محمد اسلم بھی چلے گئے، مقررہ وقت پر سب کو جانا ہے:"ولن يؤخر الله نفساً اذا جاء أجلها" جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے، پھر اسے اللہ تعالی ہرگز مہلت نہیں دیتے، یہ دنیا کسی کی جاگیر نہیں ہے، اچھے اچھے جرنل، کرنل، صدر مملکت، رستم اور روکانہ جیسے پہلوان آئے اور چلے گئے، یہاں کسی کے لئے ثبات ودوام نہیں: ؎

نہ نبی رہے نہ ولی رہے، نہ غنی رہے نہ سخی رہے
چلے جارہے ہیں کشاں کشاں کوئی قید پیر و جواں نہیں

محترم حقانی صاحب! آپ کے فرزند ارجمند کی مختصر زندگی قابل رشک ہے، آئندہ نسلوں کے لئے درس عبرت ہے، مجھے معلوم ہوا کہ ابتدائی تعلیم نورانی قاعدہ ناظرہ کلام پاک دینیات اور جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم آبائی وطن اور آبائی مدرسہ (ادارہ شباب اسلامی) میں ہوئی، اس کے بعد یہ بچہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتا ہوا کاشف العلوم پہنچا، کاشف العلوم کے شعبہ حفظ کے مایہ ناز تجربہ کار استاذ حافظ محمد فرقان صاحب کے زیر اثر رہا، چند ہی سالوں میں حفظ قرآن کرلیا، اس کے بعد اپنے والد ہی کے استاذ قاری محمد اسرار صاحب قاسمی کے پاس تجوید میں داخلہ لیا، چند ہی سالوں میں حفظ وتجوید وقرأت، فارسی دینیات سے فراغت کے بعد دوسرے مدرسہ میں چلے گئے وہاں عربی دوم، سوم کی تعلیم حاصل کی، پھر متوسط اور اعلی تعلیم کے لئے مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی چلے گئے، کاشف العلوم چھٹمل پور میں رہتے ہوئے اطاعت وفرمانبرداری اور جذبہ خدمت کا رنگ ''من كل الوجوہ'' چڑھ چکا تھا، ہر کس وناکس کی ضیافت ومہمان نوازی کا جذبہ پیدا ہو چکا تھا، معاشرتی حقوق وآداب کی رعایت طرۂ امتیاز بن چکا تھا، ماشاء اللہ تقریری، خطابتی اور صحافتی میدانوں میں بھی پیش قدمی آئی تھی، ایک متعلّم اور طالب علم کی جو صفات ہوتی ہے وہ الحمدللہ موصوف کے اندر نمایاں تھیں۔

متعلّمین کے آداب مثلاً: اخلاص نیت، بری باتوں سے اجتناب، اساتذہ کا ادب واحترام، رفقاء کے ساتھ ایثار وہمدردی، دینی کتابوں کا احترام، علم میں محنت وجانفشانی، علمی حرص میں پیش قدمی، طالب علم میں ثابت قدمی شیخ کامل سے اصلاحی تعلق، تواضع وانکساری تھوڑی سی عمر میں کسی طالب علم کے اندر یہ چیزیں آجائیں تو اس کی کامیابی کی بین دلیل اور علامت ہے، یہی چیزیں آدمی کو بڑا بناتی ہیں۔

ہم نے ہر ادنی کو اعلی کردیا
خاکساری اپنے کام آئی بہت

یہ طالب علم تواضع عاجزی اور انکساری کا خوگر تھا، اور گوناگوں صفات کا حامل تھا، باری تعالی بار بار ایسے طالب علم پیدا فرمائے، وہیں جو اپنے والدین کے لئے ذخیرہ آخرت بنتے رہیں۔

آخر میں دعاگو ہوں کہ اللہ رب العزت "فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" کا مژدۂ جانفزا کے ساتھ اعلی علیین میں مقام عطا فرمائے، آمین۔

موت اس کی ہے زمانہ کرے جس کا افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لئے

جان کر منجملہ خاصان میخانہ تجھے
مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ تجھے

رنج والم

حادثۂ فاجعه

مولانا سید بلال عبدالحیٔ حسنی ندوی نائب ناظم مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی

ارشادربانی ہے:"وَمَن يَخرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِراً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدرِكهُ المَوتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ"۔(سورۂ نساء:۱۰۰)

ترجمہ: اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کیلئے نکلا پھر اس کو موت آ گئی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو گیا۔

یہ آیت عزیزی محمد انس سلمہ پر بھی صادق آتی ہے، وہ اللہ کا بندہ طلب علم کے لیے آیا اور بڑی تمناؤں کے ساتھ آیا، اور اس سے بڑی امیدیں تھیں کہ وہ خاص طور پر اپنے علاقہ میں دین کی خدمت کا علم اپنے ہاتھوں میں لے گا، اور اس سے بندگان خدا کو فیض پہنچے گا، مگر اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو شاید صرف نیت پر ہی دینا چاہتے ہیں، عمل کی تکلیفوں میں ڈالنا نہیں چاہتے، حدیث میں ایک جگہ آیا ہے:"نية المؤمن خير من عمله"۔

مجھے یاد ہے کہ آج سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے عزیز مرحوم کے والد محبّ گرامی قدر مولانا رسال الدین حقانی زید توفیقہ نے عزیز موصوف کے لیے مدرسہ ضیاء العلوم میں داخل ہونے کے بارے میں گفتگو کی، ان کو خود طالب علمی کے دور سے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے عقیدت و محبت رہی ہے، اور خاص طور پر ہمارے برادر اکبر اور مربی حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ سے ان کو والہانہ تعلق تھا، برادر معظم کو بھی ان سے خصوصی تعلق تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محترم حقانی ندوی صاحب سے اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے کام لیے، خاص طور پر ''اسلام کا تعارف'' اور ''قرآنی افادات'' کے نام سے انہوں نے حضرت مولانا کی تحریروں اور تقریروں سے جو مواد جمع کیا وہ یقیناً ایک بہترین صدقہ جاریہ ہے، آج پوری امت اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے، نہ جانے کتنی زبانوں میں ان کے ترجمے ہوئے، خود حضرت والا نے ان دونوں کتابوں کو دیکھا تو انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ خود میرے لیے نئی چیز ہے، اور محبّ گرامی کو بڑی دعائیں دیں، بڑی امید تھی کہ عزیزی انس سلمہ اپنے والد کے دست و بازو بنیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان سے مزید کام لیں گے اور وہ اسی تمنا کے ساتھ یہاں آئے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے شاید ان کیلئے بغیر اکتساب کے اجر لکھ دیا، آیت بالا سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

عزیز مرحوم کو ان کاموں سے بڑی دلچسپی تھی، قرآنی افادات کی اگلی جلدوں کیلئے مقدموں کا بار بار تقاضا کرنا اور ان کو تیار کر کے پہنچانا وہ اپنے لیے عین سعادت سمجھتے تھے، یقیناً وہ اس کار خیر میں پوری طرح شامل ہوں گے، مدرسہ میں عزیز مرحوم نے اچھی زندگی گذاری، سعادت مندی، دینداری اور شوق علم اس کی زندگی سے ظاہر تھا، یقیناً یہ ایسا حادثہ تھا جس نے سب کو ہلا کر رکھ دیا، والدین پر جو بیتی وہ سب جانتے ہیں، مگر انہوں نے صبر سے کام لیا، اساتذہ پر بھی اس کا گہرا اثر پڑا، اللہ تعالیٰ ان کو اپنی خاص رحمتوں میں جگہ دے، اللہ نے شہادت کی موت دی، اللہ تعالیٰ وہاں اس کو شہداء ومقربین کے ساتھ اٹھائے اور ان کے والدین، بھائیوں، بہنوں، اہل خاندان، اساتذہ سب کو صبر سے نوازے اور اللہ تعالیٰ اس کی خوبیوں کو اس کے بھائیوں میں منتقل کرے اور سب تمنائیں ان سے اللہ تعالیٰ پوری کرے۔ آمین

احساسات

عزیز گرامی محمد انس حقانی مرحوم

مولانا عبدالسبحان ناخدا ندوی، مدنی، رائے بریلی

موت کے تعلق سے قرآن کریم نے چند صداقتوں کو بیان کیا ہے، جن کا اعتقاد رکھنا مسلمان پر فرض ہے، پہلی حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے:"کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" دوسری حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ جب کسی کا انتقال ہوتا ہے اللہ تعالی کے حکم سے ہوتا ہے، اس کے حکم کے بغیر کوئی مر نہیں سکتا:"وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوْتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ" ممکن نہیں کہ کوئی جان مر جائے جب تک اللہ کی مشیت نہ ہو، تیسری حقیقت یہ ذکر کی گئی ہے کہ کسی کی عمر زیادہ یا کم جو رکھی جاتی ہے، وہ بھی اللہ تعالی کے طے کرنے سے ہوتا ہے:"وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖ إِلَّا فِيْ كِتَابٍ" کسی عمر والے کو جو عمر دی جاتی ہے یا کسی کی عمر جو کم رکھی جاتی ہے وہ سب ایک کتاب (لوح محفوظ) میں درج ہے، اس لئے انسان کی ذمہ داری یہ ہے کہ کوئی محبوب اور عزیز ترین ہستی جدا ہو جائے تو اس پر صبر کرے، اللہ سے بے پناہ اجر کی توقع رکھے اور ہمیشہ اللہ سے عافیت اور سلامتی چاہے، اسی کا نام تسلیم ورضا ہے، اس سے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے، سکون قلب کی دولت نصیب ہوتی ہے، اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اور صبر واستقامت کے درجات طے ہوتے ہیں، جس کا نتیجہ اللہ کی طرف سے بے حساب اجر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے:"إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ" بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب، انتہائی بھرپور دیا جاتا ہے۔

جواں سال عمر عزیز گرامی محمد انس مدرسہ ضیاء العلوم کے ہونہار طالب علم تھے، جن کے متعلق تمام اساتذہ اور ان کے دوست واحباب کو یہ امید تھی کہ آئندہ چل کر یہ اسلام کے داعی اور دین کے سپاہی بنیں گے؛ لیکن اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ بھری جوانی میں ایک حادثہ میں عزیز موصوف کا انتقال ہو گیا، قریبی ندی میں نہانے کے لئے گئے تھے جہاں ڈوبنے سے آپ کی وفات ہو گئی، اللہ رب العزت غریق رحمت فرمائے اور بال بال مغفرت فرمائے، کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

موصوف دہرہ دون کی مشہور شخصیت فاضل گرامی جناب رسال الدین صاحب حقانی ندوی کے فرزند اکبر تھے، امید یہی تھی اور اس کے آثار نظر آرہے تھے کہ آئندہ چل کر یہ اپنے والد گرامی کے دست راست بنیں گے اور تمام علمی وانتظامی کاموں میں آپ کے صحیح جانشین بنیں گے؛ لیکن اللہ کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں، وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے:"للّٰه ما اخذ وله ما اعطى و كل شئ عنده بأجل مسمىٰ" اللہ نے جو لیا وہ اس کا ہے، جو اس نے دیا وہ بھی اسی کا، ہر چیز اس کے نزدیک ایک متعین مدت کے ساتھ ہوتی ہے۔

طالب علمی کی زندگی حقیقت میں ہجرت وجہاد کی زندگی ہوتی ہے، اللہ کا وعدہ ہے کہ جو ہجرت کے لئے نکلے اور ہجرت مکمل ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے تو اس کا اجر (یعنی مکمل ہجرت کا اجر) اللہ کے ذمہ ثابت ہوتا ہے:"ومن يخرج من بيته مهاجراً إلى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله" جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت

کی غرض سے نکلے پھر اسے موت آ جائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا۔

اسی طرح طالب علم مسلم جد وجہد کا نام ہے، لہٰذا اس حالت میں موت کا آنا اس کی علامت ہے کہ اللہ کی طرف سے یہ جد وجہد قبول کر لی گئی، امید ہے کہ عزیز موصوف کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھر پور ہجرت وجہاد کا ثواب ملا ہوگا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طالب علم کے راستہ کو جنت کا راستہ فرمایا ہے، ارشاد ہے: ”من سلك طريقا يلتمس فيه علما، سهل الله له طريقاً الى الجنة“ جو علم کی تلاش میں کسی بھی راستہ پر چلے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دے گا، چونکہ عزیز مکرم کی موت علم کے راستہ میں ہوئی، اس لئے امید ہے کہ اللہ کی طرف سے جنت کی تمام راہیں ان کے لئے آسان کر دی گئی ہوں گی۔

جو ڈوب کر مرتا ہے حدیث پاک میں اسے ”شہید“ کہا گیا ہے، ارشاد ہے ”الغریق شہید“ ڈوب کر نے والا شہید ہے، اس بنیاد پر یہ موت شہادت کی موت ہے، اس کا اجر بھی شہداء کے اجر کی طرح ہے، اللہ رب الارض والسماوات کی ذات سے امید ہے کہ موصوف عزیز کے ساتھ رحمت وفضل، احسان وکرم اور شہادت وسعادت کا معاملہ ہوگا، امید یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن عزیز موصوف کو مکمل عالم دین کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا، والدین نے جو توقعات وابستہ کی تھیں، وہ توقعات چاہے دنیا میں پوری نہ ہوئی ہوں لیکن آخرت میں (جو اصل بنیاد ہے) یہ تمام توقعات اللہ کی طرف سے بدرجہ اتم واحسن ہوں گی، انشاء اللہ۔

جناب رسال الدین حقانی صاحب قرآن کریم کے تعلق سے جو وسیع خدمت انجام دے رہے ہیں مجھے بھی کسی نہ کسی درجہ میں اس میں شرکت کی سعادت حاصل ہے، آپ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے دروس تفسیر کو ”قرآنی افادات“ کے نام سے ترتیب دے رہے ہیں، جس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں، مجھے بھی اس سلسلہ میں نظر ثانی کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، عزیز موصوف محمد انس کو اس کا خیال رہتا تھا کہ یہ مبارک عمل اور بہتر انداز سے تکمیل کو پہنچے، اس باب میں ان کی فکرمندی اپنے والد کے کاموں کی تکمیل کے لئے کوشاں ہو، ان سے میری ملاقاتیں گرچہ کم رہیں؛ لیکن ہر ملاقات قرآن کریم کی خدمت ہی کے تعلق سے ہوئی۔

عزیز موصوف بڑے فعال، متحرک اور آگے بڑھ کر کاموں کو انجام دینے والے طالب علم تھے، مدرسہ میں بھی ان کی زندگی بڑی اچھی رہی، درجوں کی پابندی، اساتذہ کا ادب اور ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک اور ترقی کرنے کا جذبہ یہ ان کے خاص اوصاف تھے، مجھے عزیز موصوف کو پڑھانے کا موقع نہیں ملا؛ لیکن جن اساتذہ نے ان کو پڑھایا سب ان کے تعلق سے مطمئن بھی تھے اور مستقبل میں نیک توقعات بھی رکھتے تھے، بہر حال دنیا کی تمام کامیابیاں آخرت میں درجات کے حصول اور سب سے بڑھ کر اللہ رب العزت کا قرب پانے کے لئے ہوتی ہیں، مجھے امید ہے کہ عزیز موصوف کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب خاص سے نوازا ہوگا اور تمام اعزہ واقارب بالخصوص ماں باپ، تمام دوست واحباب اور اساتذہ کرام کے لئے عزیز گرامی کو رفع درجات کا ذریعہ بنایا ہوگا، میں صمیم دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت عزیز گرامی کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، خطاؤں سے درگزر فرمائے، درجات بلند فرمائے، گھر والوں کو بالخصوص والدین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے، ان کی موجودہ اولاد کو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا قرار بنائے، عزیز موصوف محمد انس سے جو توقعات تھیں، موجودہ اولاد کے ذریعہ وہ تمام توقعات بدرجہ احسن واکمل پوری فرمائے، آمین۔

حسین یادیں

حافظ محمد انس
ایک صالح نوجوان

مولانا محمد ناظم ندوی رئیس معہد الاسلامی، مانک مئو، سہارنپور

برادرم جناب مولانا رسال الدین حقانی جنہیں حق تعالی شانہ نے بہت ہی نمایاں صفات وخصوصیات سے نوازا ہے، وہ جرأت مند، باحوصلہ، جفاکش، فعال ومتحرک ہیں، مسلسل جدوجہد کرنے والے ہیں، ان میں کام کرنے کا سلیقہ بھی ہے اور زندگی سے نبرد آزما ہونے کی بھرپور صلاحیتیں بھی موجود ہیں، لیکن یہ انسان قدرت کی طاقت اوراس کی حکمت ومصلحت بلکہ منصوبہ بندی کے سامنے بےبس ولاچار ہے، حقانی صاحب کا جواں سال وخوش خصال بیٹا اس حکمت کے تحت اپنے رب حقیقی کو پیارا ہو گیا، اور حقانی صاحب اپنی ہنرمندی اور بھرپور صلاحیتوں کے باوجود صبر کرنے اور آنسو بہانے کے باوجود کچھ نہ کر سکے اور نہ ہی کچھ کر سکتے تھے، قانون قدرت کے آگے کسی کی بھی رائے یا ہنرمندی نہیں چلتی، زندگی ایک راز ہے اور موت انکشاف راز، وہ ایک اٹل حقیقت اور قانون فطرت ہے، یہ زندگی مولائے کریم ہی کی عطا کردہ ہے، وہی جانتے ہیں کہ اسے کب واپس اپنے پاس بلانا ہے، نہ اس میں معصوم بچوں کا امتیاز ہے نہ جوانوں کی خصوصیت، نہ بڑھاپے کی قید، نیک وبد، عالم وجاہل، مؤمن ومشرک کسی کو اس سے مفر نہیں، وہ کسی کو بھی کسی وقت اپنے پاس بلالے، اس سے نہ کسی فرد بشر کو آگاہ کیا گیا نہ کسی پیغمبر ونبی کو، اس کا وقت مولا ہی جانتے ہیں، اور جب وہ وقت آجاتا ہے پھر اس میں پل کی بھی تاخیر نہیں ہوتی: ”ان اجل اللہ اذا جاء لایؤخر لو کنتم تعلمون“ اسباب ووسائل اسی کے تابع ہیں اور حق تعالی شانہ نے انہیں اپنے فعل کے لئے روپوش بنا رکھا ہے، اپنے وقت پر اس کا اصول کام کرتا ہے: ”فاذا جاء اجلهم لایستاخرون ساعة ولایستقدمون“۔

تاہم کسی صالح، یا کسی فیض رساں انسان، یا کسی جواں سال کی موت اس کے اہل تعلق کے لئے وقتی طور پر قیامت برپا کردیتی ہے، اس کے قریبی افراد کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں، جواں سال کی موت کے لئے شوق قدوائی نے اپنے مخصوص لب ولہجہ میں کہا تھا: ؎

تو بھی فانی میں بھی فانی سب ہیں فانی دہر میں
اِک قیامت ہے مگر، مرگ جوانی دہر میں

عزیزم حافظ محمد انس مولانا حقانی صاحب کے ایک صالح جوان بیٹے تھے، ان کی زندگی صلاح وفلاح اور اطاعت وانقیاط سے عبارت تھی، ان میں ہر ایک کے لئے خدمت کا جذبہ تھا وہ ہر ایک سے اسی جذبہ سے ملتے تھے، عزیز واقارب واقرباء اپنے قرب وجوار، دوست واحباب اوراپنے اساتذہ سے بڑی نیاز مندی کا تعلق رکھتے تھے، اس لئے وہ ہر ایک کے محبوب نظر تھے، اساتذہ بھی ان سے شفقت ومحبت کا برتاؤ کرتے تھے، حفظ وتجوید ودینیات کے بعد عربی درجات کی تعلیم کے لئے انہوں نے ''معہد الاسلامی'' میں داخلہ لیا، یہاں بھی اپنی سلیقہ شعاری وفرمانبرداری کی وجہ سے اساتذہ کی نگاہوں میں محبوب رہے اور اپنی خدمت ومتبسم چہرے کی وجہ سے ان کے رفقاء بھی انہیں محبوب

رکھتے تھے، انہیں یہاں کی آب وہوا موافق نہیں آئی تو مشورے سے مولانا حقانی نے ضیاء العلوم رائے بریلی ان کا داخلہ کرادیا، بحمدللہ وہاں کی آب وہوا انہیں موافق آئی اور وہ عافیت وصحت کے ساتھ وہاں تعلیم میں مشغول رہے۔

امسال عیدالفطر کے بعد رائے بریلی جانے سے پہلے وہ ''معہدالاسلامی'' میں آئے اور بڑے انبساط کے ساتھ اپنے قدیم رفقاء واساتذہ سے مل کران سے دعائیں لیکر گئے، ایسے وقت میں جب کہ طلبہ واساتذہ میں وہ تعلق باقی نہیں رہا، اوراس مغرب زدہ ماحول نے مشرقی تہذیب کوکھوکھلا کرکے رکھ دیا ہے، ایسے میں ان کا رابطہ رکھنا ملاقات کرکے جانا بڑی سعادت مندی کی دلیل ہے، یہ ان سے آخری ملاقات تھی، چنددن کے بعد معلوم ہوا کہ حق تعالی شانہ نے انہیں اپنے پاس بلالیا، اب بھی جب ان کا مسکراتا چہرسامنے آتا ہے تو دل اضطراب محسوس کرتا ہے، حق تعالی شانہ انہیں غریق رحمت فرمائے اوران کے اہل خانہ ومتعلقین کوصبر جمیل عطافرمائے، آمین۔

بندہ کچھ سوچتا ہے لیکن ہر کام اس کی سوچ وفکر کے مطابق نہیں ہوتا، حقانی صاحب یہ تمنا کرتے ہوں گے کہ حافظ محمد انس پڑھنے کے بعدقوم وملت کے لئے کام کریں گے، دین اسلام کی ترویج واشاعت میں ان کے سچے جانشین ثابت ہوں گے، ان کے امور میں معاون ثابت ہوں گے، انہیں کیا معلوم تھا کہ ان کی صاف وشفاف روح کواس وقت اعلی علیین میں حوریں جھولا جھلائیں گی اور وہ اس دنیا کی آلائشوں سے دورمقدس نورانی مخلوق کے ساتھ بسیرا کریں گے، اے مالک ارض وسماء ان پراپنے رحم وکرم کی بارش برسا اورانہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطافرما، آمین یارب العالمین۔

✿✿✿✿✿

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی

اہم تصانیف

۱-مختصر تجویدالقرآن (بروایت حفص اردو)
۲-بچوں کی تمرین التجوید (تجوید کے قواعد، مشق اورطریقہ تدریس اردو)
۳-جیب کی تجوید (تجوید کے ضروری قواعد کا پاکٹ سائز مجموعہ)
۴-ریاض البیان فی تجویدالقرآن (بروایت حفص عربی)
۵-رہنمائے سلوک وطریقت ۶-مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا
۷-الامامۃ فی الصلاۃ ومسائلہا واحکامہا ۸-التدخین بین الشرع والطب
۹-حیات عبدالرشید ۲۰۰/روپئے ۱۰-سیرت مولانا محمد یحیٰ کاندھلویؒ
۱۱-تذکرہ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ ۱۲-تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ
۱۳-تذکرہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
۱۴-تذکرہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ ۱۵-چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید
۱۶-مقالات ومشاہدات ۱۷-مکتوبات اکابر
۱۸-چندہ دینے، دلوانے اور لینے کے آداب واصول
۱۹-افکاردل (۳۰/تقریروں کا مجموعہ) ۲۰-مدارس کا نظام تحلیل وتجزیہ
۲۱-تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ
۲۲-سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳-لڑکیوں کی اصلاح وتربیت
۲۴-ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ
۲۵-میری والدہ مرحومہ (نقوش وتأثرات)
۲۶-قادیانیت نبوت محمدیؐ کے خلاف بغاوت ۲۷-اللہ ورسول کی محبت
۲۸-تذکرہ حضرت حافظ عبدالرشید رائے پوری ۲۹-بزرگان رائے پور
۳۰-نقوش حیات حضرت مولانا عبدالرحیم متالا ۳۱-تصوف اوراکابر دیوبند
۳۲-امامت کے احکام ومسائل ۳۳-حیات شیخ الحدیث
۳۴-فقہ حنفی کے مراجع اوران کی خصوصیات ۳۵-عقائد اورارکان اسلام
۳۶-ماں باپ اوراولاد کے حقوق ۳۷-میرے شیخ ومرشد مفکر اسلام
۳۸- القادیانیة ثورة على النبوة المحمدية ۳۹- سيرة النبی الأكرم
۴۰-دردل ۴۱-سازدل ۴۲-گذرگاہیں (سفرنامے)
۴۳-تذکرہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوری
۴۴-Rules of Raising Funds ۴۵-Beliefs and Pillars of Islam
۴۶-The Laws Pertaining to Imamat
۴۷-The Rights of Perents and children
۴۸-Guidelines for Sulook and Tareeqat
۴۹-Tasawwuf and tha Elders of Deoband
۵۰-Life Sketch of Hadhrat Thanwi
۵۱-A Biogrophy of the Noblest Nabi
۵۲-My Sheikh and Spiritual Guide
۵۳-Importance of Hijab in Islam

ملنے کا پتہ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)

Mob: 09719831058 - 09719639955

کوہ گراں

نورِ نظر سے محرومی

ابوانس حقانی ندوی ناظم ادارہ شباب اسلامی، دہرہ دون

چہرہ اداس آنکھوں میں آنسولبوں پہ آہ
سب رنگ پھیکے پڑ گئے تیرے جانے کے بعد

۳۰؍جون بروز اتوار صبح ساڑھے آٹھ بجے بندہ حسب معمول ادارہ میں کچھ تعمیراتی کام کے لئے آئے مزدور، مستری کو کام سمجھانے میں مصروف تھا کہ ہمارے یہاں کے ایک طالب علم مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی میں زیر تعلیم مولوی محمد صاحب کے والد گرامی بھائی محمد زاہد صاحب حواس باختہ سے میرے پاس آئے اور لرزتے کانپتے، سرگوشی کے انداز میں کہنے لگے کہ انس کے استاد سے آپ کی بات ہوگئی کیا؟ وہ آپ کا فون نمبر مانگ رہے ہیں، انس کے متعلق کچھ بات کرنا چاہتے ہیں، میں نے کہا میرا موبائل نمبر تو اکثر اساتذہ کے پاس موجود ہے اور مدرسہ کے دفتر میں بھی تحریر ہے، اور میں خود رابطہ میں رہتا ہوں، پھر اس طرح سے میرا نمبر لینے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟ خدا خیر کرے، میں کچھ مضطرب سا ہوا، اتنی دیر میں اچھا خاصہ لوگوں کا ہجوم ادارہ کے گراؤنڈ میں جمع ہونے لگا، سب کے سب سوگوار اور غم میں ڈوبے ہوئے، زبانیں سب کی بند اور لب خاموش، کف افسوس ملتے ہوئے میں نے پوچھا بھئی کیا بات ہے؟ بولتے کیوں نہیں ہو تم لوگ؟ ایسی کیا بات ہے جس کا مجھے کچھ علم نہیں اور آپ سب لوگ جان چکے ہو؟ کہنے لگے آپ مولانا بلال صاحب سے بات کرلو، انس کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی، یا بے ہوش ہے اور شاید انتقال ہوگیا ہے۔

میں کچھ پریشان سا تو ضرور ہوا؛ لیکن یقین مجھے بالکل نہیں آیا، کیونکہ ایسے کوئی آثار نہیں تھے، وہ غیر ذمہ دار اور لاابالی بھی نہیں تھا اور کوئی طبیعت کی خرابی اور کچھ ایسی بیماری بھی لاحق نہیں تھی، جس سے کچھ ذرا فکر و تردد ہوتا، دو دن قبل جمعہ کو نماز سے پہلے فون پر مجھ سے انس نے خود بات کی، کسی طرح کی کوئی پریشانی نہیں بتلائی بلکہ اپنی طبیعت، تعلیم، اسباق کی پابندی وغیرہ کی طرف سے اطمینان دلایا اور بتلایا کہ دارالاقامہ تبدیل ہوگیا، کھانا اپنے پرانے ساتھیوں کے ساتھ اپنے سابقہ دارالاقامہ میں کھاتا ہوں، اپنے درجہ کے اساتذہ، طلباء اور کمرہ کے ساتھیوں سے بالکل مطمئن معلوم ہوا، اس لئے یقین کرنے کو جی نہیں چاہا، پھر بھاگا بھاگا گھر میں داخل ہوا تو وہاں کا منظر بدلا ہوا، سسکنے بلکنے کی آوازیں، گھر والوں کو شاید مجھ سے پہلے خبر ہوگئی تھی اور جب پورے علاقہ میں ہوئی تو ان کو بھی ہوگئی، سب حزن وملال کی کیفیت میں مبتلا، دل کو ہاتھوں سے کوئی ملتا ہے تو کوئی سر پکڑے بیٹھا ہے، کسی کا بھی جی سنبھالے نہیں سنبھلتا ہے، میں دم بخود، سکتہ کا سا عالم ''نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن'' خدایا کیا کروں، میں کیسے یقین کرو؟ گھر میں بڑے چھوٹے اور میرے بوڑھے والدین، اہلیہ محترمہ اور بچے بچی مجھ سے لپٹ لپٹ کر بے ساختہ سوال کرنے لگے، انس کو کیا ہوا؟ یہ کیا سن رہے ہیں؟ کہہ دو یہ سب کا سب جھوٹ ہے، کچھ غلط فہمی سے خبر آ گئی ہے، اور ہمارا انس تو بالکل صحیح سلامت ہے، سب کی زبانیں لڑکھڑا رہی ہیں اور آواز تھرتھرا رہی

ہے، الفاظ بھی پورے پورے ادا نہیں ہو پا رہے ہیں، میں اس غیر معمولی اور افسوسناک صورتحال سے سمجھ گیا کہ واقعہ پیش آچکا ہے، سخت آزمائش کا موقع ہے، بس اللہ سے دعا ہے کہ پھر کبھی ایسی آزمائش پیش نہ آئے، اللہ بچائے غم فرقت وہ بلا ہے، ویسے تو:

جائے عبرت سرائے فانی ہے
مورد مرگ ناگہانی ہے

بہر حال حواس پر قابو پاتے ہوئے صحیح صورتحال کو جاننے کے لئے عزیزان گرامی قدر مولوی عبدالرب ندوی اور مولوی نور الٰہی ندوی اور رفیق محترم مولانا محمد قاسم صاحب اور محبّ عزیز قاری محمد ارشاد صاحب جو اس اندوہناک خبر کو سن کر فوراً میرے پاس آچکے تھے، انہوں نے عزیزم حافظ محمد شہزاد (جو رائے بریلی میں مقیم ہیں) کی معرفت محترمی مولانا بلال حسنی ندوی صاحب مدظلہ سے رابطہ کیا تو مولانا محترم نے اپنے گہرے رنج وغم اور بڑے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اسے اپنا ذاتی اور خاندانی حادثہ قرار دے کر تسلی دی اور خود مجھے اور میرے گھر والوں کے لئے صبر وضبط اور استقلال کی تلقین واجر عظیم اور خیر کثیر کی دعاؤں کے ساتھ بتایا کہ ''واقعہ تو گذشتہ روز نماز عصر سے پہلے ہی پیش آچکا تھا، وہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ مدرسہ سے متصل دریائے سئی میں نہانے کے ارادہ سے پانی میں اترا اور وہیں رہ گیا، شاید وہ تیرنا بھی نہیں جانتا تھا، ساتھی گھبرا کر واپس بھاگ گئے اور مارے خوف کے کسی سے ذکر تک نہیں کیا، جب صبح بعد نماز فجر گاؤں کے کچھ لوگوں کے ذریعہ لاش برآمد ہوئی تو مدرسہ والوں کو خبر ہوئی'' اور پھر مولانا بلال صاحب کے ایماء پر ہی ہمیں تاخیر سے اطلاع دی گئی کہ ممکن ہے اپنے جواں سال بیٹے کی اچانک حادثہ وفات کی خبر برداشت نہ کرسکیں، چونکہ مولانا کے محترم ومعزز اور بابرکت گھرانے سے میرا تعلق ایک فرد خاندان کی طرح ندوہ کے طالب علمی سے ہی تقریباً پچیس برسوں کا ہے اور اس گھرانے کے مجھ پر بے شمار الطاف وعنایات رہے ہیں، مولانا کے بڑے بھائی داعی اسلام مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی محبت وشفقت اور مخلصانہ توجہ وتربیت اور اعتماد مجھ کمتر کو ان کی وفات تک حاصل رہا ہے اور ساتھ ہی ان ہی کی معرفت ومعیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی بابرکت توجہات اور دعاؤں سے فیضیاب ہوا ہوں، اسی طرح اب حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی اور خود مولانا موصوف سے خاص تعلق اور رابطہ سرپرستانہ ومربیانہ قائم ہے، اللہ کرے یہ سدا بہار رہے، اس لئے مولانا مجھ سے اچھی طرح واقف ہیں اور میرے مزاج اور جذباتی طبیعت کی وجہ سے یہ قیاس کسی حد تک درس بھی تھا، اسی کا مولانا نے لحاظ رکھتے ہوئے تحمل ومصلحت سے کام لیا اور موت کے تصور سے تو بڑے سے بڑے بہادر اور رستم زمانہ بھی کانپ اٹھتے ہیں، قدموں کے نیچے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہونے لگتی ہے، اس کے باوجود تقدیر کے فیصلہ پر صبر ورضا مندی کے ساتھ طبیعت کو سنبھالنا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے حفاظت، استقامت اور مدد طلب کی جاتی ہے، وہی ڈوبتوں کو سہارا اور ٹوٹے دلوں کو آسرا دیتا ہے: ''فنعم المولی و نعم النصیر'' کیا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مددگار ہے، ہمیں بھی اس روح فرسا، ناقابل یقین اور غیر معمولی حادثہ کا یقین کرنا پڑا اور زبان سے بتوفیق الٰہی وہی الفاظ نکلے جس سے ہمارا رب راضی ہو ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور دعا کی: ''اللّٰھم ربنا افرغ علینا صبراً''۔

پھر خود ہی گھر میں جا کر اہل خانہ، بچوں اور اعزاء واقارب کو قضا وقدر کا فیصلہ اور خدا کی مرضی بتا بتا کر صبر وضبط کی تلقین کی، ڈھارس بندھائی کہ ''ہمارا بیٹا ہمارے پاس خدا کی امانت تھی، اس نے واپس لے لی، وہ اب جنت کی بہاروں میں داخل ہو چکا ہے

اور"ارجعی الی ربك راضية مرضية"(تو اپنے رب کی طرف لوٹ جا اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی) کی بشارت کے ساتھ:"فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" (تو میرے خاص بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں چلا جا) کی مژدہ نعمت الٰہی سے نوازا جا چکا ہے، اتنی ہی زندگی اس کو ملی تھی اور اسی طرح خاتمہ بالشہادتین ہونا نصیب تھا، میری بیٹی اس کی معصوم بہن رو رو کر مجھ سے لپٹ کر پوچھتی ہے:''ابو! انس بھیا کو کیا ہوا، وہ تو میرے سب سے اچھے بھیا ہیں، آپ نے انہیں اتنی دور کیوں بھیجا تھا؟ یہاں بھی تو پڑھ سکتے تھے؟ وغیرہ''، اسے کیا معلوم کہ:"لکل اجل مسمی" اور"وما تدری نفس بأی ارض تموت" کہ ہر ایک کے لئے ایک وقت معین ہے اور کسی کو بھی یہ معلوم نہیں کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔

محترمی مولانا سید بلال حسنی ندوی صاحب نے یہ بھی بتلایا کہ''تجہیز وتکفین کی تیاری ہم نے کر لی ہے آپ لوگ شام تک پہنچ سکیں تو بعد نماز مغرب تدفین ہوجائے گی'' میں نے رضا مندی ظاہر کر دی ہم لوگ سفر کا انتظام کر کے نکلتے ہیں؛ لیکن گاؤں کے عوام وخواص کی ایک بڑی تعداد نیز اقارب واعزاء بضد ہوگئے کہ جنازہ دہرہ دون لایا جائے ورنہ ہم لوگ آخری دیدار اور نماز جنازہ سے محروم رہ جائیں گے، خود ہمارے بڑے بھائی صاحب جن کو انس بہت عزیز بلکہ اپنے بچوں سے زیادہ پیارا تھا انہوں نے بھی کہا کہ جنازہ دہرہ دون ضرور لایا جائے گا، لہٰذا فلائٹ سے لانے کا نظم کیا جانے لگا لیکن فلائٹ میں لاش بغیر پوسٹ مارٹم کے نہیں لے جا سکتے اور پوسٹ مارٹم ہمیں منظور نہیں تھا اور نہ ہی ہمیں کوئی قانونی کارروائی کرنی تھی، اس لئے میں نے مولانا سے عرض کیا کہ''آپ تجہیز وتکفین کر کے نماز جنازہ ادا کریں اور فوراً بذریعہ اے سی، ایم بولینس دہرہ دون کیلئے روانہ کر دیں، ادھر سے ہمارے احباب روانہ ہو رہے ہیں، اس طرح آدھا راستہ طے ہوجائے گا اور جنازہ جلد پہنچ جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مراد آباد دونوں کی ملاقات ہوگئی، پھر وہاں سے روانہ ہوکر رات ساڑھے بارے بجے جنازہ گھر پہنچا تو ایک کہرام سا مچ گیا، پورا گاؤں گویا جاگ رہا تھا اور لگتا تھا کہ ہر ایک گھر کا یہ جنازہ ہے، اپنے اپنے گھروں کی چھتوں پر اور دروازوں میں بڑی بوڑھی عورتیں اور بچے بچیاں سب منتظر وغمزدہ اور گھٹ گھٹ کر روتے ہوئے، ایسی بے پناہ اپنائیت، محبت وغمگساری اور وہ بھی آدھی رات میں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے، قرب وجوار سے عوام وخواص کے علاوہ اطراف وجوانب یعنی چھٹمل پور، سہارن پور اور دیوبند وغیرہ کے مدارس کے علماء، اساتذہ اور طلباء بھی کثرت سے شریک جنازہ ہوئے، جن میں میرے اساتذہ کرام اور رفقائے گرامی اور خود انس کے اساتذہ اور ساتھی رہے، طلباء بھی شامل تھے جو سب کے سب بہت غمزدہ اور رنجیدہ تھے اور ایک جھلک آخری دیدار کی پانے کو بیقرار تھے، ادارہ کے کھلے میدان میں جنازہ رکھ کر تھوڑی دیر تک دیدار کرایا گیا بالکل مطمئن وشاداب اور پرسکون وشگفتہ چہرہ گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے: ؂

دیکھ لو آج ہم کو جی بھر کے
کوئی آتا نہیں پھر مر کے

اور چند منٹ کے لئے اندرون خانہ، مستورات بطور خاص ان کی والدہ اور تائی اماں وغیرہ کو دکھا کر اٹھا لیا گیا، مزید تاخیر کی گنجائش نہیں تھی، لہٰذا فوراً حضرت پیر جی حافظ حسین صاحب بوڑیوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور تقریباً رات میں ایک بجے تدفین عمل میں آئی، کیا معلوم تھا خدا کی وہ امانت جو ہم کو بہت عزیز تھی اور بظاہر ہمارا روشن مستقبل اور بہترین وارث، جس سے ہم اس طرح اور اتنی جلدی محروم ہوجائیں گے، بیشک اللہ رب

العزت کے فیصلہ کو کوئی ٹال نہیں سکتا ہے: "وکان امر اللہ قدرا مقدوراً" اس کا ہر کام مصلحت، حکمت اور انصاف پر مبنی ہوتا ہے، وہ جو کچھ بھی کرتا ہے کسی بڑے خیر کے پیش نظر کرتا ہے: ؎

خاص اس کی مصلحت کوئی پہچانتا نہیں
منظور کیا ہے اسے کوئی جانتا نہیں

ظاہر ہے کہ یہ حادثہ اتنا اچانک اور بالکل غیر متوقع طور پر پیش آیا جس سے دل و دماغ مفلوج اور جسم و جان بے حس و حرکت ہو کر رہ گیا، میرے لخت جگر، نور نظر اور امیدوں و آرزوؤں کے واحد مرکز اور اپنے گھرانہ کے اس "گوہر شب چراغ'' کی جدائی کا صدمہ بلا شبہ خود میرے لئے بھی اور میرے گھر والوں، خاندان اور اہل تعلق کے لئے بالکل ناقابل برداشت تھا اگر اللہ تعالی کی مدد اور توفیق شامل حال نہ ہوتی، اسی نے محض اپنے فضل و کرم سے صبر وضبط کی قوت عطا فرمائی، حادثہ کی اطلاع کے وقت سے ہی ذہن و دماغ پر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی گویا تلاوت سی ہو رہی تھی: "بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ، فَرِحِيْنَ بِمآ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ، وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ، اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ، يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ، وَاَنَّ اللّٰهَ لَايُضِيْعُ اَجْرَالْمُؤْمِنِيْنَ"۔

بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں، وہ خوش ہیں اس سے جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا اور وہ خوش ہو رہے ہیں ان لوگوں کی وجہ سے جو ان کے پاس نہیں پہنچے، ان کے پیچھے رہ گئے کہ کوئی خوف نہیں ان پر اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے، وہ خوش ہو رہے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس سے بھی (خوش ہیں) کہ اللہ تعالی ایمان والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔

"مَااَصَابَ مِنْ مُصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ، وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ"۔ (سورۂ تغابن)

جو مصیبت آتی ہے وہ اللہ کے حکم ہی سے آتی ہے اور جو بھی اللہ پر ایمان لائے گا، اللہ اس کے دل کو (صبر و تسلیم کی) صحیح راہ عطا فرمائے گا اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔

ان آیات کریمہ ہی کی برکتوں سے یہ حوصلہ و استقلال ملا کہ تعزیت کرنے والوں میں جب کوئی حادثہ کا ذکر کرتا یا اس پر بہت صدمہ اور افسوس کا اظہار کرتا اور تسلیم و رضا کی تلقین کرتا تو وہ سمجھتا ہوگا کہ اسے یہی جواب ملے گا: ؎

اے مجھے صبر کے آداب سکھانے والے
جب وہ بچھڑا تھا وہ منظر نہیں دیکھا تو نے

لیکن زبان سے صرف یہی الفاظ نکلتے کہ "بس اللہ کی یہی مرضی تھی جو کچھ ہوا تقدیر الٰہی کے مطابق ہوا، اسے بچانا اگر منظور ہوتا کوئی ڈبو نہیں سکتا تھا کیونکہ بچانے والا ڈبونے والوں سے زیادہ طاقتور، بااختیار اور قدرت والا ہے، اصل تو اللہ تعالی کے قبول کر لینے کی بات ہے، اس نے ہمارے بیٹے کو جو بجا طور پر اسی کی امانت تھی، اس کم عمری (جو بہر حال اسی کی طرف سے متعین ومقرر تھی) میں قبولیت و رضا مندی کے ساتھ شہادت کا درجہ عطا فرمایا ہے، دو دو شہادتیں، طلب علم کا راہی اور غرقابی کی موت اور نماز جنازہ بھی دو مرتبہ: ؎

محبت کیا ہے دل کا درد سے معمور ہو جانا
متاع جاں کسی کی سونپ کر مجبور ہو جانا

فرزند عزیز کی موت کو چار ماہ سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے، لیکن اس کا شگفتہ مسکراتا چہرہ جو اس کے آئینۂ دل کا غماز اور سینے میں چھپے اس کے نیک عزم و بلند حوصلہ نیز خلق حسن کا مظہر تھا رہ رہ کر یاد آتا ہے، بس ایسی ہی کیفیت ہے کہ:

وہ آ رہا ہے وہ جا رہا ہے مرے تصور پہ چھا رہا ہے
کبھی دل میں، کبھی جگر میں، کبھی نظر میں سما رہا ہے

مجھے یقین کامل ہے کہ موت برحق ہے اور ہر نفس کو اس کا مزہ چکھنا لازم ہے، اور صبر و تسلیم و رضا کا مقام اور اس پر اجر و ثواب من عنداللہ کا بھی پورا بھروسہ ہے، حادثہ وفات اور عمر بھر کی محرومی بھی اپنی جگہ، بس افسوس اور ماتم ہے تو صرف اس بات کا کہ جو بہت سی امیدیں اس کی صلاحیت اور صالحیت کی وجہ سے اس سے وابستہ ہو چکی تھیں اس سے ہمیشہ کی محرومی ہوگئی، یہ اور بھی زیادہ سخت حادثہ اور بظاہر ایک ناقابل تلافی نقصان ہے، اس لئے کہ:

میں نے سمجھا تھا اپنے مقدر کا ستارہ اس کو
پر اس ستارہ کا مقدر نہیں دیکھا میں نے

یہی وجہ ہے کہ عزیزم کی موت نے بہت دلوں کو زخمی اور بے شمار آنکھوں کو دیر تک کے لئے اشکبار کیا ہے، میرے بھی اور اس کے بھی اساتذہ کو اور متعلقین وقدر دانوں کے جذبات واحساسات کو ٹھیس پہنچائی ہے اور ان کو دم بخود کیا ہے، جوان محسنوں اور کرم فرما غمگساروں کے تعزیتی مضامین اور خطوط نیز دوران ملاقات رنجیدہ خیالات سے ظاہر ہو رہی ہے: ؎

داغ اس کا جگر جلاتا ہے
چاند سا مکھڑا یاد آتا ہے

اگر چہ سبھی اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ: ؎

سحر تک سب کا ہے انجام جل کر خاک ہو جانا
بنے محفل میں کوئی شمع، یا پروانہ ہو جائے

عزیزم حافظ محمد انس مرحوم اپنی عمر کے عام بچوں کی طرح نہیں تھا بلکہ ہونہار اور سعادت مند ہونے کے ساتھ اپنی پسند، رہن سہن، لباس و پوشاک، گفتار و کردار، طبیعت وعادت اور اپنے اخلاق و مذاق کے لحاظ سے ذرا منفرد تھا، اس نے اپنا مزاج شروع ہی سے راقم کی منشاء کے مطابق بنانے کی کوشش کی، گویا اس کو احساس ہو گیا کہ وہ راقم کی امیدوں کا مرکز اور ذمہ داریوں کا امین ہے، اسی لئے ایسا فرمانبردار رہتا کہ اس کو جو حکم دیتا اسے بخوشی قبول اور تسلیم کرتا، میری سخت مزاجی اور بیجا غصہ کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرتا اور مفید مشوروں کو بھی بسر وچشم قبول کر لیتا، شاید اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میرے والد صاحب مجھے اپنے سے زیادہ کامیاب باصلاحیت اور قابل قدر دیکھنا چاہتے ہیں، میرا سخت انداز، روک ٹوک اور اپنی ذمہ داریوں کے تئیں اپنے خوابوں کو پورا کرنے کی جدو جہد اور اپنے تجربات وجذبات سے بھر پور فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا، اس کو یہ بات معلوم تھی کہ میرے والد صاحب جیسا میرے بہتر مستقبل کے لئے کوئی دوسرا فکرمند نہیں ہوسکتا، یہی وجہ تھی کہ اس نے کبھی اپنی طرف سے خدمت وعزت میں کوئی کمی نہیں ہونے دی اور نہ ہی اپنی تعلیمی و تربیتی مشغولیت ومحنت میں کوئی کوتاہی کی اور جہاں جہاں بھی وہ رہا وہاں سے بھی کبھی شکایت کا موقعہ نہیں دیا بلکہ اسکی سنجیدہ طبیعت اور خوش مزاجی، جذبہ خدمت واطاعت اور سعادت مندانہ ومتواضعانہ طرز عمل کی وجہ سے ہمیں بھی دعائیں ملتی اور اس کیلئے بھی روشن مستقبل اور کامیابی کی پیشین گوئی کی جاتی، اپنی چھٹیوں کے دنوں میں بھی زیادہ تر میرے قریب رہتا، میرے تالیفی وانتظامی اموراور دینی وملی ذمہ داریوں میں معاونت کی کوشش میں لگا رہتا، گھر میں دادا دادی کی خدمت، تایا، تائی، چچا چچی اور اپنی خالہ و پھوپھی اور نانا، نانی اور ماموں کے بھی بوقت ضرورت کام انجام دیتا تھا، اس نے اپنی ننھی سی عمر ہی سے اپنے حسن عمل اور حسن خلق کے ذریعہ ہر کسی کا دل موہ لیا تھا، اس سے کام لینے میں اپنے پرائے سبھی عزت و برکت محسوس کرتے اور خود اسے سب کی طرف سے شفقت ومحبت حاصل رہتی، اسی لئے وہ اپنے عزم وخلوص کے ساتھ ہر لمحہ رواں دواں رہتا، اسی طرح جب بھی اپنی تعطیل میں رائے بریلی سے گھر آ جاتا تب بھی اپنے سابقہ تعلیمی ادارہ اور جامعہ کاشف

العلوم چھتمل پور اور المعہد الاسلامی مانک مئو کے اساتذہ اور رفقاء واحباب سے محبت واحترام سے ملاقات ضرور کرنے جاتا، رمضان المبارک میں تقریباً چار سالوں سے تراویح میں وہی قرآن مجید سناتا، اس طرح وہ ایک جید حافظ اور عمدہ قاری ہوگیا تھا، بہت صاف صاف صحیح وپختہ اور دل کش انداز میں پڑھتا اور ذوق وشوق سے نمازوں کی پابندی کرتا اور مسجد کی صفائی وستھرائی کی خدمت کے ساتھ امامت بھی کرتا اور بوقت ضرورت وعظ وخطابت کا بھی فریضہ انجام دیتا۔

ایک نمونہ اس کے ہدیہ تشکر کا جو اس نے اپنی تقریب ختم کلام اللہ شریف جس کا انعقاد محسن قوم وملت وخادم قرآن ومحبّ حاملین قرآن جناب ڈاکٹر سید فاروق صاحب نے ازراہ کرم بطور حوصلہ افزائی کیا تھا، اس موقعہ پر حاضرین جلسہ کے سامنے پیش کیا تھا: ''صدر محترم بزرگان عظام، حاضرین مجلس اور اساتذہ کرام! میرے لئے آج نہایت خوشی ومسرت کا مقام ہے کہ مجھ جیسے ایک ادنی سے طالب علم کے لئے یہ اعزاز اور بابرکت محفل سجائی گئی ہے، میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اپنے محسن ومربی والدین اور مشفق اساتذہ کرام کا جن کی بے پناہ محنتوں اور کوششوں کے نتیجہ میں قرآن کریم جیسی عظیم اور مقدس کتاب کو اپنے سینے میں محفوظ کرنے میں کامیاب ہوسکا۔

اسی طرح جامعہ کاشف العلوم چھتمل پور کے سابق ناظم اعلی حضرت مولانا محمد اسلم صاحب مظاہریؒ کا بے حد ممنون ومشکور ہوں جنہوں نے اس کام کے لئے مجھ کو ابھارا (اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے) اور خاص کر اپنے کرم فرما استاذ جناب قاری محمد فرقان صاحب دامت برکاتہم کا جنہوں نے تمام مشکلوں اور پریشانیوں میں میری حوصلہ افزائی کی اور ساتھ ہی اچھی تربیت بھی فرمائی اور مجھے پورا قرآن پاک اپنے انہیں مشفق استاذ محترم کے پاس مکمل کرنے کا شرف حاصل ہوا، میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تمام حضرات کو اس کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے اور ساتھ ہی دعا بھی کرتا ہوں کہ اس عظیم کتاب کو اپنے سینے میں محفوظ رکھ سکوں کیونکہ قرآن پاک کو یاد کرنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ اس کو یاد رکھنا، اسی طرح میں شکرگزار ہوں جناب حضرت الحاج پیر جی حافظ حسین احمد بوڑیوی کا جن کی دعائیں بھی میرے ساتھ رہی ہیں۔

آخر میں ہم سب کے محبوب اور کرم فرما جناب ڈاکٹر سید فاروق صاحب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہم کو اس اعزاز سے نوازکر اس عظیم دولت کی اہمیت سے باخبر کیا، اللہ تعالی ان تمام حضرات کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے، انہیں چند کلمات پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

ممنون کرم وطالب دعاء

محمد انس

متعلّم شعبہ حفظ وتجوید

۱۴ربیع الاول ۱۴۳۶ھ جامعہ کاشف العلوم چھتمل پور

ڈاکٹر صاحب موصوف کی طرف سے جو سپاس نامہ پیش کیا گیا تھا وہ بھی شامل تحریر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سپاس نامہ

بنام فرزند مولانا رسال الدین حقانی ندوی

عزیزم حافظ محمد انس سلمہ

جملہ اراکین تسمیہ اور موجود علماء کرام، مفتیان عظام، حفاظ کرام، خطیبان کرام، دانشوران عظام اور باشندگان دہرہ دون کی جانب سے آپ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اللہ رب العزت کے فضل وکرم، والدین اور دادا، دادی، نانا، نانی کی دعاؤں سے آپ نے نہ صرف از خود حفظ کلام اللہ کی سعادت سے اس دنیا میں عزت

ووقار کے حقدار بنے بلکہ اپنے آباؤ واجداد اور اساتذہ کرام کو بھی آخرت میں تاج پوشی واکرام کا مستحق بنایا،ہمیں نہ صرف امید ہے بلکہ یقین کامل ہے کہ آپ اپنے اس تعلیمی سلسلے کو قائم رکھیں گے اور مستقبل میں اپنی لگن،محنت اور والدمحترم کے ارادے کو پروان چڑھائیں گے اور ایک کامیاب ایمان دار عالم، فاضل،مفتی باعمل بن کر نہ صرف اس خطے کو بلکہ اس شہر، اس صوبے اور اپنے ملک کا نام عالمی سطح پر روشن کریں گے۔

ہم جملہ اراکین تسمیہ سوسائٹی آپ کی اس کامیابی پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور آپ سے بھی دعا کی درخواست کرتے ہیں، آپ پر اللہ تبارک وتعالی کی خاص رحمت ہے اور اس وقت کی دعاء ہم سب کے لئے باعث مغفرت ہوگی۔

ڈاکٹر سید فاروق

صدر تسمیہ سوسائٹی، دہرادون، اتراکھنڈ

۶رجنوری ۲۰۱۴ء/مطابق ۱۴ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

بہرحال اب آں عزیز مرحوم کی باتیں یاد بن کر دلوں میں عمر بھر زندہ رہیں گی اور جب جب اور جہاں کہیں اس کی یادوں کے خواب زار ملیں گے وہیں بیٹھ کے کچھ دیر آنسو بہارنے پر مجبور ہوں گے اور ابھی تک بھی آنسو روکے نہیں رکتے،معذرت خواہ ہوں کہ:

مجھے اپنے ضبط پہ ناز تھا سر بزم رات یہ کیا ہوا
میری آنکھ کیسے چھلک گئی مجھے رنج ہے یہ برا ہوا

میں ہمیشہ شکر گزار اور احسان مند رہوں گا ان سبھی حضرات اکابر، اساتذہ کرام،مخلص احباب اور رفقاء کرام کا جنہوں نے شریک غم ہوکر شانہ بشانہ میری ہمت بڑھائی، حوصلہ دیا، اپنی تعزیتوں،تسلیوں، باتوں، ملاقاتوں کے ذریعہ اور خطوط ومضامین کی شکل میں جو انشاءاللہ عزیز مرحوم کی یادگار بن کر دیر تک اور دور تک باقی رہیں گی ،اگر چہ اس جواں مرگ نے اپنی عمر کی صرف ۲۰ر بہاریں ہی دیکھیں، اور بطور خاص محترم جناب مولانا سید بلال حسنی ندوی نائب ناظم مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی اور مفتی راشد صاحب ندوی، نیز مولانا عبدالسبحان ناخدا ندوی کا بھی تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں کہ یہ حضرات مصروفیات کے باوجود سفر کی صعوبت برداشت کرکے ہمارے لئے حادثے پر اظہار غم اور تعزیت وتسلی کے لئے دہرہ دون تشریف لائے ، رنج وغم اور مصیبت کے اس ماحول میں ان حضرات کی صبر وثبات کی تلقین اور اجر آخرت کی دعاؤں سے نوازنے کے علاوہ حادثہ کی وجوہات پر جو بے اطمینانی کی کیفیت اور غیر یقینی صورت حال بنی ہوئی تھی وہ بھی الحمدللہ دور ہوئی اور صبر واستقلال اور روحانی سکون واطمینان میں اضافہ کا باعث ہوا۔

اللہ رب العزت کی بے انتہاء رحمت کی مناسبت اور اس کے لامحدود کرم کے حساب سے امید ہے کہ سبھی شرکاء غم اور غمگساروں کو بدلہ میں اپنے فضل ورضا سے نواز کر اپنا دامن عفو وکرم کا سایہ عطا فرمائے گا اور عزیز مرحوم کا حشر شہیدوں کے ساتھ فرمائے گا اور دعاء ہے کہ ہمیں بھی صبر جمیل اور تسلیم ورضا کے ساتھ اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔آمین

”اللّٰهم ربنا اغفرعلينا صبر وتوفنا مسلما والحقنا بالصالحين وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه اجمعين“۔

سوگوار وغمزدہ باپ

رسال الدین حقانی ندوی، دہرہ دون، اتراکھنڈ

نظر ثانی:

درمسجد نبوی شریف، مدینہ منورہ

بغرض حاضری بعمرۂ بدل نور چشم محمد انس مرحوم

۱۶را کتوبر۲۰۱۹ء مطابق ۱۶رصفر ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

نقوش رفتگاں

ایسے تو کبھی چھوڑ کے بیٹے نہیں جاتے

مولانا مفتی ناصرالدین مظاہری استاذ مظاہرعلوم وقف سہارنپور

شادی کے بعد ہر شخص کی اولین خواہش ہوتی ہے کہ وہ صاحبِ اولاد ہوجائے پھر جب اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرماتا ہے تو ہر ماں اور باپ کی تمنا ہوتی ہے کہ میرا بچہ پڑھ لکھ کر ماحول اور معاشرہ کے لئے بہترین ''تحفہ'' بنے، ہر ماں اپنی بچی کو بھرے پُرے، ہنستے کھیلتے، لہلہاتے گھر اور گھرانے کی بہو بننے کے خواب دیکھتی ہے، باپ کی خو اور بو کو بیٹا اختیار کرتا ہے تو بیٹی اپنی ماں کو اپنا آئیڈیل بنالیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ بیٹے کی چال ڈھال اور گفتار و کردار کو دیکھ کر بڑے بوڑھے اور پرانے سمجھدار لوگ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ کیا یہ لڑکا فلاں کا بیٹا ہے؟ یہی حال بیٹی کا بھی ہے، ہر بیٹی اپنی ماں کا عکس جمیل ہوتی ہے، بیٹا ہو یا بیٹی ان کے اچھے اور برے کاموں کا سہرا ماں باپ کے سر جاتا ہے، اولاد کی اچھائیوں کو دیکھ اور سن کر ماں باپ کا دل پھولے نہیں سماتا تو اولاد کی خامیوں اور برائیوں کو دیکھ کر ماں باپ کو ہی سب سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے، چنانچہ جوان بیٹا اپنی غلط کاریوں کی سزا اگر جیل میں کاٹ رہا ہو تو اُس جوان کو کیا پتہ کہ اُس سے کہیں زیادہ تکلیف اُس کے ماں اور باپ کو ہوتی ہے، جوان اولاد کے ذرا سے قدم ڈگمگائیں تو ماں باپ کے خوابوں کی پوری عمارت منہدم ہوجاتی ہے، اُن کا سینہ غبارے کے مانند ہوتا ہے، اولاد کی نیکیوں سے پھولتا اور غلط کاریوں سے سمٹتا ہے۔

محمد انس دہرہ دونی عمر مشکل سے بیس سال، اچھے خاصے تعلیمی ماحول اور سنجیدہ و تعلیم یافتہ والدین کی آنکھوں کا تارا، اس کی عادتیں اچھی، اس کی بول چال نرالی، اس کا کردار شاندار، اس کی گفتار جاندار، وہ چلتا تو لوگ فخر سے کہتے کہ یہ ہمارے محلّہ کے مولانا رسال الدین حقانی کا بیٹا ہے، وہ اپنی رشتہ داریوں میں جاتا تو پھوپھیاں بلالیتیں، دادیاں دعائیں دیتیں، خالائیں اپنے پاس بٹھاتیں، بہنیں حق خدمت ادا کرتیں اور انس میاں ہر ایک سے اُن کے مناسب حال باتیں کرتا، وہ اپنی بڑی اماں (ماں کی جٹھانی سے بھی اتنی ہی) محبت کرتا جتنی کہ اپنی حقیقی ماں سے، وہ اپنے دادا کی اتنی خدمت کرتا کہ دادا کو اپنے پوتے میں اپنے بیٹے مولانا رسال الدین حقانی کا عکس نظر آجاتا، محلّہ میں ہر شخص اس کی تعریف کرتا، پوربی یوپی میں ایک کہاوت مشہور ہے ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' بروا درخت کو اور پات پتے کو کہتے ہیں مطلب واضح ہے کہ جو درخت اچھا ہوتا ہے اس کے پتے بھی شاندار ہوتے ہیں، انس میاں کا پورا گھرانا ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است'' کا مصداق ہے، اس لئے عزیز موصوف میں بھی وہی خوبیاں، وہی اچھائیاں، وہی تربیتی خو و اور وہی لب ولہجہ تھا۔

مولانا رسال الدین حقانی نے دہرہ دون میں اپنے تعلیمی مشن کو عملی جامہ پہنا کر ''شباب اسلامی'' کو وجود بخشا تو شبانہ روز کی مصروفیات کے باعث شباب اسلامی کے بالکل متصل اپنا رین بسیرا بنالیا، مگر ان کے بوڑھے والدین اپنا پرانا گھر چھوڑنے پر تیار نہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ بوڑھے ماں باپ وہاں اور جوان صالح اولاد یہاں، اِدھر اصرار کہ دہرہ دون آجائیں تاکہ ہمیں خدمت کا موقع

مل جائے اور اُدھر مسلسل انکار کہ ہم اپنے اِس جدی اور کشادہ مکان کو کیسے چھوڑ دیں؟ اس کشمکش حیات میں اِس نیک اولاد (انس) نے بہترین کردار ادا کیا اور ایک دن اپنے نئے مکان کے ایک کمرے کو ساز وسامان سے خالی کر دیا، رنگ وروغن سے سجا کر اور ترتیب وسیٹنگ سے آراستہ وپیراستہ کر کے رہائش کے لائق بنا دیا، مولانا رسال الدین حقانی حیران اور اس کی ماں اپنے بیٹے کی اس عجیب وغریب حرکت سے پریشان کہ آخر یہ کیا کر رہا ہے اور پھر انس نے اپنے دادا اور دادی کا ساز وسامان اپنی موٹر سائیکل پر لادلاد کر نئے مکان میں پہنچانا شروع کر دیا تب پتہ چلا کہ یہ اپنے دادا اور دادی کو لانے کا عزم مصمم کر چکا ہے، خود مولانا حقانی متعجب کہ آخر میرے والد اور والدہ میرے اصرار پر انکار کرتے رہے؛ لیکن اپنے پوتے کی ضد پر کیسے یہاں آنے کو تیار ہو گئے اور پھر چشم فلک نے دیکھا کہ بوڑھے دادا اور دادی ہزار خوشی ومسرت کے ساتھ اپنے بیٹے کے پاس پہنچ گئے اور گویا انس میاں نے پل کا کام کیا۔

جامع ترمذی کی ایک حدیث شریف ہے "ما نحل والد ولده من نحل أفضل من أدب حسن" یعنی باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت ہے اور یہ سچ ہے کہ مولانا حقانی نے اپنی تمام ہی اولاد کی تعلیم وتربیت پر اپنی عمر عزیز کا بیش بہا حصہ صرف کیا ہے۔

ہر گھر اور ہر خاندان میں ناچاقیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن انس میاں اپنی ماں کی طرح اپنی بڑی اماں کی بھی آنکھوں کا تارہ تھا، سچ تو یہ ہے کہ چاند کس کو پیارا نہیں، ستاروں سے کون محبت نہیں کرتا، جگنو کی چمک سے بچے لطف اندوز ہوتے ہیں، تو بچوں کی چمک سے خاندان کے بڑے بوڑھے لطف اندوز ہوتے ہیں، انس نے کم عمری میں عصری تعلیم حاصل کی، حفظ قرآن مکمل کیا، شاندار تجوید سیکھی، محراب بھی سنائی، خودداری ایسی کہ قرآن سنانے کے بعد نہ تو کسی کا ہدیہ لینا گوارا، نہ شیرینی کی تقسیم پر آمادہ، نہ جوڑے لینے پر تیار، نہ خواہ مخواہ کی واہ واہی سمیٹنے پر آمادہ، اس کو ایک دُھن تھی، ایک تڑپ تھی، اس کا ایک ہدف تھا، اس کے سامنے ایک لامتناہی دنیا تھی، وہ کسی اور دنیا کا راہی تھا، اسی لئے وہ جہاں جاتا اپنی خوشبو بکھیر دیتا، امیروں، رئیسوں، جاگیرداروں کسی کو خاطر میں نہ لاتا، کسی کی امارت سے مرعوب نہ ہوتا، کسی کو گھاس نہ ڈالتا، البتہ اپنے اساتذہ کے لئے بہترین ہونہار سنجیدہ اور لائق فائق تلمیذ رشید بن کے دکھا دیا، مجال ہے کبھی کسی استاذ نے مولانا حقانی سے شکوہ کیا ہو، ممکن ہی نہیں کہ کبھی بلا عذر سبق سے غیر حاضر رہا ہو، تعجب ہوتا ہے کہ اتنا کم سن بچہ دہرہ دون سے سات آٹھ سو کلومیٹر دور رائے بریلی کے ایک گوشہ تکیہ میں پڑھتے پڑھتے اتنی جلدی اپنے اساتذہ کا دل جیت لے گا، چنانچہ مولانا سید بلال حسنی ندوی مدظلہ نے اپنے کلمات تعزیت میں موصوف کے قابل رشک بچپن کو یاد کیا تو مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ نے ''البعث الاسلامی'' جیسے مقبول ترین عربی مجلّہ میں انس میاں کی اچھی خاصی خوبیاں گنائیں، کیونکہ انس تھا ہی لائق تعریف، ہر کسی کو انس سے اُنس ہو جاتا تھا اور وہ خود اپنے کردار وگفتار سے سب کو مانوس کر لیتا تھا۔

وہ رائے بریلی کے تکیہ میں مدرسہ ضیاء العلوم کے ہونہار طالب علم تھا گویا "من سلك طريقا يبتغي فيه علما" کا مکمل عکس تھا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حدیث نبوی "سهل الله له طريقا الى الجنة" کا مصداق بنا دیا اور راہ جنت موصوف کے لئے آسان فرما دی۔

۲۶/شوال ۱۴۴۰ء کو میرے واٹسپ پر کسی صاحب نے یہ خبر کلفت اثر بھیج کر بے انتہا تکلیف پہنچائی کہ مدرسہ ضیاء العلوم تکیہ

رائے بریلی کے ثانویہ سادسہ کے طالب علم اورمولانا رسال الدین حقانی دہرہ دونی کے ہونہار صاحبزادے محمدانس کا اچانک انتقال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

لکھا ہوا جہاں تھا مقدر میں ڈوبنا
کشتی کو موج لائی وہیں گھیر گھار کے

تفصیلات کے مطابق مرحوم اپنے بعض ساتھیوں کے ہمراہ تکیہ کی مسجد سے متصل دریائے سئی میں نہانے گئے تھے، مگر موت کا ایک وقت مقرر ہے، جب وقت اجل آجاتا ہے تو ظاہری ہونہاریاں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں، مرحوم کی موت دریا میں ڈوب جانے سے ہوئی اور اس طرح گویا شہادت کا جام شیریں مرحوم نے پی کر اپنے آپ کو زندہ وجاوید بنالیا: ؎

مجھے روکے گا تو اے ناخدا! کیا غرق ہونے سے
کہ جن کو ڈوبنا ہو ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

اس لئے آیت وروایت کی روشنی میں مجھے سوفیصد یقین کامل ہے کہ مرحوم تاقیامِ قیامت زندہ رہیں گے اور اپنے مالک حقیقی کے عطافرمودہ رزق سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

جو ڈوبنا ہے تو اتنے سکون سے ڈوبو
کہ آس پاس کی لہروں کو بھی پتہ نہ چلے

ہر باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ موت کے وقت اس کا بیٹا اس کے سرہانے ہو، بیٹے کے لبوں پر سورۂ یٰسین کا ورد ہو اور جب جان جان آفریں کے پاس پہنچے تو اس طرح پہنچے کہ "ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ" کی صدائے مسلسل سماعتوں سے ٹکرارہی ہو مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہوگیا، محمدانس کا یوں اچانک چلے جانا اُن کے والدین کے لئے بالخصوص نہایت صبر آزما تھا، ایسے موقع پر عموماً والدین اپنے حواس کھودیتے ہیں لیکن سلام ہے مولانا رسال الدین حقانی کی دینداری، سنت نبوی پر عمل آوری کو کہ خود پر مکمل کنٹرول کے ساتھ پورے گھر اور گھرانے کو بھی قابو میں، ایسے مواقع پر جب جوان بیٹے کا جسد خاکی سامنے ہو اور موت بھی ناگہانی ہو، تو کون خود پر کنٹرول رکھ پاتا ہے لیکن مولانا حقانی نے ثابت کردیا کہ:

بڑھ کے طوفان کو آغوش میں لے لے اپنی
ڈوبنے والے ترے ہاتھ سے ساحل تو گیا

ماں کا دل بڑا نازک ہوتا ہے وہ تو اپنے بچے کی آنکھ کے تنکے کو بھی اپنا دشمن سمجھ کر جھٹ سے اپنے دوپٹے کے گوشے سے نکال دیا کرتی ہے، کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کریمی کا عکس دکھانے کے لئے ہی ماں کو پیدا کیا ہے، ایسی صالح اور جوان وخوش الحان وخوش گفتار وخوش کردار اولاد کی جدائی پر اس کے قلب نازک کو کتنی تکلیف ہوسکتی ہے اس کا اندازہ صحیح معنوں میں باپ کو بھی نہیں ہوسکتا۔

آج اگر اپنے جوان بیٹے کی جدائی پر ماں کا قلب نازک چکنا چور ہورہا ہے، اس کی آنکھوں سے یادوں کا سیل رواں جاری ہے، اس کی ہر سانس پر ایک آہ اور کراہ بادل ناخواستہ نکل جاتی ہے تو اس میں ماں کا کیا قصور اور بلا قصدوارادہ کے آنسوؤں کا آنا معیوب وممنوع بھی نہیں، ماں ہر سو اپنی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے سونے سونے گھر کے درودیوار کو بہ نظر حسرت ویاس دیکھتی ہے اور زبان حال سے یوں شکوہ سنج ہوتی ہے: ؎

سورج سرمژگاں ہے اندھیرے نہیں جاتے
ایسے تو کبھی چھوڑ کے بیٹے نہیں جاتے

جو جانب صحرائے عدم چل دیا تنہا
بچے تو گلی میں بھی اکیلے نہیں جاتے

جو پھول سجانے تھے مجھے تیری جبیں پر
بھیگی ہوئی مٹی پہ بکھیرے نہیں جاتے

﴿بقیہ اگلے صفحہ......۲۷/پر﴾

صفات حمیدہ

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس

مولانا محمد آصف قاسمی ندوی ناظم کاشف العلوم چھٹمل پور

جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم چھٹملپور میں داخلوں کا سلسلہ جاری تھا، طلباء کرام ان کے سرپرستان اور جمیع حضرات اساتذہ کرام کا جم غفیر دفتر نظامت میں موجود تھا، اچانک استاذ محترم جناب قاری محمد اسرار صاحب قاسمی مدظلہ تشریف لائے اور بڑی غمناک و الم انگیز اطلاع دی کہ جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی ناظم ادارہ شباب اسلامی کے بڑے صاحبزادے جامعہ ہذا کے سابق طالب علم عزیز القدر حافظ قاری محمد انس صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوگئے (اناللہ وانا الیہ راجعون) اس خبر نے حاضرین کو نم دیدہ وغم زدہ بنادیا، اس خبر پر پہلے پہل تو یقین ہی نہیں ہو پایا، مگر جب مولانا سے فون پر رابطہ کیا گیا تو مولانا کی غمزدہ وافسردہ آواز نے اس خبر کو یقینی بنادیا، اس وقت مجھ پر کیا گزری زبان وبیان اس کے اظہار سے قاصر ہے حقیقت تو یہ ہے کہ زبان گنگ سی ہوگئی اور اس کے علاوہ زبان سے کچھ ادا نہیں ہوا۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

فوری طور پر تمام انتظامی امور کو سمیٹا گیا اور حضرت استاذ محترم جناب مولانا محمد ہاشم صاحب قاسمی مدظلہ العالی مہتمم جامعہ ہذا و دیگر اساتذہ عظام کی معیت میں مولانا کے سوگوار گھرانے پر تعزیت کے لئے حاضری ہوئی، گاؤں میں داخل ہوئے تو پورا گاؤں سوگواری اور غمزدگی میں ڈوبا ہوا تھا، جس سے عزیز مرحوم کی محبوبیت عامہ کا اندازہ ہوتا ہے: ؎

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس

یہ ہونہار اور لائق وفائق اور امیدوں کا مرکز طالب علم جامعہ کاشف العلوم سے بہت سے تعلیمی مراحل طے کر کے مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی میں زیر تعلیم تھا، مدرسہ سے متصل بہنے والی ندی میں ڈوبنے سے شہادت جیسی عظیم سعادت ان کو نصیب ہوئی۔

عزیزی مرحوم کے والد محترم جناب مولانا رسال الدین حقانی ندوی صاحب جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم کے ابناء قدیم میں سے ہیں، مولانا نے جامعہ میں داخل ہوکر حفظ کلام اللہ اور قراءت وتجوید کی سند فراغت حاصل کی اور عالمیت وفضیلت کیلئے درجہ سوم تک والد گرامی حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحب نور اللہ مرقدہ سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم کے زیر سایہ تعلیم میں مشغول رہے، آپ کی منفرد ومخصوص خدمات نے آپ کو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا منظور نظر بنا کر رکھا، اور اسی خاص تعلق کا اثر تھا کہ مولانا نے اپنے اس مرحوم نور نظر ولخت جگر کو کم عمری ہی میں اکتساب فیض کے لئے جامعہ ہذا سے منسلک کردیا، مرحوم منظور نظر نے ۲۰۱۰ء سے اپنا تعلیمی سفر شروع کیا اور دو سال کی قلیل مدت میں جناب حافظ محمد فرقان صاحب استاذ حفظ جامعہ ہذا کے پاس حفظ کلام اللہ کی سعادت حاصل کی، اسی سال میرے بڑے فرزند حافظ محمد اعظم سلمہ نے بھی حفظ کلام اللہ کی سعادت حاصل کی، عزیزی مرحوم چونکہ روحانی اعتبار سے خاندانی حیثیت رکھتے تھے، اس لئے دونوں حفاظ کی دستار فضیلت ایک ساتھ کی گئی، جس میں وقت کے جید علماء کرام وصلحائے عظام مدعو

ہوئے، دہرادون کی قد آور شخصیت جامعہ کاشف العلوم کے اہم معاون ومشیر اور ادارہ شباب اسلامی کے رکن رکین جناب ڈاکٹر سید محمد فاروق صاحب نے بھی ان کے اعزاز و اکرام اور حوصلہ افزائی کے لئے دار القضاء دہرادون میں دونوں حفاظ کو مدعو فرما کر دستار فضیلت کی ایک مخصوص و یادگار مبارک مجلس قائم کی اور گراں قدر انعامات سے نوازا مدعوئین میں قابل ذکر اکابرین یہ تھے۔

جناب حضرت پیر جی حافظ حسین احمد صاحب بوڑیوی، جناب مولانا نثار احمد صاحب مظاہری دیگر ذمہ داران مدارس ائمہ مساجد اور شہر دہردون کی مشہور وفعال شخصیات۔

حضرت مفکر ملتؒ کی نظر کیمیا کی تاثیر:

مرحوم حافظ محمد انسؒ نے بھی اپنے والد گرامی مولانا حقانی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے والد گرامی حضرت اقدس مولانا محمد اسلم صاحبؒ کی خدمات کو اپنی اولین ترجیحات میں رکھا، گھر سے کھانا اور ناشتہ لانا، موصوف مرحوم کی اہم خدمت تھی، بزرگوں کے اوقات کا خیال رکھ کر بظاہر اس خدمت کو انجام دینا آسان نہیں ہوتا مگر چونکہ موصوف مرحوم نے اپنے والد گرامی کے تجربات و تربیت اور سلیقہ مندی سے وافر حصہ پایا تھا، اس لئے موصوف نے اس خدمت کو بہتر سے بہتر طریقے پر انجام دیا، اور خصوصاً حضرت والد صاحبؒ اور آپ کے اہل خانہ کے دلوں میں محبوبیت کو جگہ بنا کر ان کی مخصوص دعاؤں کو حاصل کیا۔

جامعہ میں غم کا ماحول:

جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم چھٹملپور کو اپنے ایسے سپوتوں پر ناز ہے، بناء بریں یہاں کے تمام اساتذہ وطلباء اس کے غم میں شریک ہیں ہمیں اپنے عظیم ہمت و بلند حوصلہ طالب علم پر فخر رہیگا کیونکہ وہ روز بروز ترقی کی راہ پر گامزن تھا اور مستعدی کے ساتھ علمی مدارج طے کر رہا تھا اچانک اس کے جدا ہونے پر مغموم و بے چین و بے قرار ہونا اور ہر آنکھ کا اشک بار ہونا ہر قلب کا بے چین و بے قرار ہونا فطری تقاضہ ہے، باری تعالی اس کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے اور شہادت کا درجہ عطا فرمائے۔(آمین)

آسماں اس کی لحد پر شبنم فشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

صبر کی تلقین:

"كل نفس ذائقة الموت" کا قرآنی پیغام، ہر جاندار کیلئے ہے موت سے کس کو رستگاری ہے آج ان کی، کل ہماری باری ہے، یہاں پر جو بھی آیا ہے جانے کے لئے آیا ہے، جس کے لئے دنیا کی محفل سجائی گئی جو موجب تخلیق کائنات تھے، ان کو دنیا میں دوام نصیب نہیں ہوا تو پھر دوسروں کی حیثیت ہی کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں بیٹیوں کے نکاح بھی پڑھائے اور ان کے جنازے بھی پڑھائے اور انسانوں کے لئے ایک نمونہ پیش فرمایا، خوشی ہو تو کیسے منانا اور رنج و غم کے حالات ہوں تو ان کا کیسے مقابلہ کرنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نواسے بہت نازک حالت میں تھے، بیٹی صاحبہ نے بلوایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے میں تاخیر ہوئی، پھر بیٹی صاحبہ نے بہت اصرار سے بلوایا، آپ تشریف لے گئے، صحابہ کرامؓ آپ کے ساتھ تھے تو نواسہ آپ کی گود میں دئے گئے، تو چند لمحوں میں انہوں نے آغوش نبوت میں دم توڑ دیا، ان کا انتقال ہوگیا، آپؐ نے یہ منظر دیکھا تو آپ کی نورانی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا یارسول اللہ! آپ رو رہے ہیں، آپ تو نبی ہیں اور امام الانبیاء ہیں، آپ بھی رو رہے ہیں، آپ نے فرمایا آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا مقام نبوت کے خلاف نہیں، یہ اس جذبہ کا اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے

دلوں میں رکھا ہے: "هذه رحمة جعلها الله في قلوب عباده" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سے جو تعزیت فرمائی ہے اس سے بہتر کوئی تعزیت نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبزادی سے فرمایا: "ان لله ما اخذ ولله ما اعطى وكل شيء عنده باجل مسمى فمرها فلتصبر ولتحتسب"۔

اللہ نے جو لیا وہ اسی کا تھا جو دیا وہ بھی اسی کا ہے اور ہم تم سب اسی کے ہیں، صبر کرو اور اپنے اعمال کی نگرانی کرو، اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر ارشاد فرمایا: "ان العين تدمع والقلب يحزن ولانقول الا ما يرضى ربنا وانا بفراقك يا ابراهيم لمحزونون" آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے، لیکن ہم وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی مرضی ہے اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے بہت غمگین ہیں، بس یہی ہم کہیں گے۔

غم کا لاحق ہونا ایک فطری عمل ہے مگر عزیزی مرحوم کی وفات غم کا اس معنی کر ہلکا ہے کہ شہادت نے ان کی موت کو زندگی میں تبدیل کر دیا ہے وہ یقیناً شہید ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "من مات في سبيل الله فهو شهيد ومن غرق فهو شهيد"۔

جو طالب علم (اللہ کے راستہ میں) مرا تو وہ شہید ہے اور جو ڈوب کر مرا وہ شہید ہے اللہ تعالیٰ نے شہادت کے دو درجے بیک وقت اس جنازے میں رکھے طلب علم میں یہ اللہ کو پیارا ہوا اور دوسرے ڈوب کر وفات پائی، اللہ تعالیٰ اس کی شہادت قبول فرمائے اور اس کی مغفرت فرمائے اور مولانا حقانی صاحب کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ (آمین)

❁❁❁

﴿بقیہ پچھلے صفحہ ۲۴ کا﴾

انس! تم تو چلے گئے مگر تم نے یہ نہیں سوچا کہ پسِ مردَن تمہارے والدین پہ کیا گزری؟

حضرت ابراہیم کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان گرامی سے یہ الفاظ نکلے "میری آنکھیں روتی ہیں میرا دل تڑپتا ہے اور ہم تیرے فراق میں بہت رنجیدہ ہیں اے ابراہیم!

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی موت پر شورش کاشمیری کے قلم سے نکلا: "عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہیں آستیں نہیں ہے"۔

علامہ غالبؔ نے اپنے بھتیجے کی موت پر تو ہاں تک کہہ دیا:

"کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور"

اور انس! آپ کی اچانک موت پر ہر شخص کہتا نظر آتا ہے:

"حسرت تو اس غنچہ پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے"۔

کسی حکمت سے کر دے کوئی گویا مرنے والوں کو
یہ راز اب تک ہے سربستہ کہ مرجانے پہ کیا گزری

تری ہر سو تجلی اور میری ہر طرف نظریں
تجھے تو یاد ہوگا آئینہ خانے پہ کیا گزری

زباں منہ میں ہے عرض حال کر تو نے تو دیکھا ہے
کہ خوئے ضبط و خاموشی سے پروانے پہ کیا گزری

☆☆☆

ایک عالم دین کی وفات

۲۹؍نومبر بروز بدھ حضرت مولانا قاری عاشق الٰہی صاحب قاسمی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ کا انتقال ہو گیا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون، رسالہ کے تمام قارئین سے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کی درخواست ہے۔

اخلاق وکردار

حقانی بھائی کے ''چھوٹے علی میاں'' محمد انس مرحوم

مولانا محمد انعام اللہ قاسمی استاذ معہد الاسلامی مانک مئو، سہارنپور

جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور مادر علمی ہے وہاں کے تعلیمی تربیتی اور اصلاحی دیرپا اثرات ہیں، زندگی میں ان سے رہنمائی ملتی ہے، دارالعلوم کے زمانہ طالب علمی میں برابر وہاں آنا جانا رہتا تھا اور معہد اسلامی سے بھی برابر آمد ورفت رہی جامعہ کے روح رواں عالم ربانی، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد اسلم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ضروری تھی آپ کے پیار، محبت کو کون بھلا سکتا ہے حضرت کی زندگی کے آخری سالوں میں جب بھی حاضری ہوئی ابتدائی ضیافت ایک بچہ کیا کرتا تھا عمر کم، جذبہ زیادہ، وجود ہلکا پھلکا، مگر کام پر حاوی، خدمت میں بے لوث .....دوپہر، عصر بعد اور بعد عشاء وصبح جب بھی جانا ہوا ضیافت ان کے واسطے سے ہوتی تھی، رخصت کے وقت بھی مصافحہ، دعا کی درخواست، بڑا پیارا اس بچہ پر آنے لگا اور ایک مرتبہ از خود اس بچہ نے بتایا کہ مولانا رسال الدین حقانی کا بیٹا محمد انس ہوں، پھر محبت میں اور بھی اضافہ ہوگیا چونکہ حقانی بھائی میرے محسن ہیں، ہمدرد بھی ہیں، غمگسار بھی، ابھی چند ماہ پہلے میں بیمار ہوگیا، دہرادون میں زیر علاج رہا، نماز فجر کے بعد بلا ناغہ تشریف لاتے، گھر سے کچھ تیار کرا کر لاتے، مجھے کھلاتے، دل لگی کی باتیں فرماتے، ان کی باتیں بڑی چشم کشا ہیں۔

انتخاب قابل رشک:

ان کے اس انتخاب پر کہ انہوں نے اپنے صاحب زادے کو تعلیم کے ساتھ حضرت ناظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تربیت کے لئے چھوڑا ہے بڑا رشک آیا، خدمت ہی سے انسان کو اعلی درجہ ملتا ہے اور محمد انس اس انتخاب پر خوش ہیں، وہ بڑی خندہ پیشانی سے کام کرتے ہیں، حقانی بھائی تو مہتمم وناظم ہی نہیں بلکہ بانی ومؤسس ہیں مدرسہ کے بھی، اسکول کے بھی، بچوں کا ذہن اس سے متاثر ہوجاتا ہے وہ دوسروں کو بھی مرعوب کرنے لگتے ہیں مگر انس میاں اس سے بہت دور ہیں اور یہ حضرت ناظم صاحب کی شفقت، محبت، نگرانی اور دعاؤں کا اثر تھا........جامعہ کاشف العلوم میں ان کی صلاحیت کیا تھی اور کیا وہ پڑھتے تھے؟ مجھے کبھی اس کا موقع نہ مل سکا، البتہ ان کا اخلاق وکردار، خدمت اخلاص اور بے لوثی مجھے بہت متاثر کرتی تھی۔

بے لوث خدمت:

میں نے کئی مرتبہ سوچا کہ ان کا مقصد کچھ مالی منفعت ہو، پیسے دینے کی کوشش کی، اصرار بھی کیا، ان کے ابا کا حوالہ بھی دیا مگر حضرت ناظم صاحب کی تربیت جامعہ کاشف العلوم کا مربیانہ ماحول کا اثر اور ان کے گھر کی کڑی نگرانی کا فیض تھا کہ انہوں نے بڑی معذرت کے ساتھ اپنی معمولی رقم کو مجھے اپنے پاس رکھنے پر مجبور کردیا جامعہ کاشف العلوم میں ان کی میری ملاقات دفتر کے علاوہ اتفاق کی بات ہے کبھی کہیں اور نہ ہوئی، ان کے یہاں کے اپنے کام تھے:

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

المعهد الاسلامی میں داخلہ:

تین سال قبل ۲۰۱۶ء میں ان کا معہد الاسلامی میں عربی دوم میں داخلہ ہوا جس میں میری بھی ایک گھنٹہ میں حاضری تھی، جامعہ کاشف العلوم سے اس طرح کئی طالب علم آئے تھے ہمارے ساتھی بھائی مولانا احتشام الحق مرزاپوری کے صاحب زادے احترام الحق، حضرت مولانا حبیب اللہ قاسمی شیخ الحدیث جامعہ کے صاحب زادے محمد انعام اللہ اور عربی پنجم کے ہونہار متعلّم عزیزم محمد فہیم شیر پوری وغیرہ یہ سب ایک ساتھ رہتے تھے، یہاں کے تعلیمی ماحول سے مشترکہ طور پر استفادہ کرتے، یہاں کے عربی، انگریزی اردو زبان کے پروگرام سے فائدہ اٹھاتے، تقاریریں کرتے، دیواری پرچہ نکالتے، نظامت کے فرائض انجام دیتے، تبصرے لکھتے، یہاں کے مسابقوں کے احترام کرتے، بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، انعامات حاصل کرتے، اور اپنے وجود کو نافع بناتے، اساتذہ کرام کی خدمت کرتے، ہمیں بھی ان بچوں سے ان کے والدین کے ساتھ تعلق کی بنیاد پر اور مادر علمی کاشف العلوم کے پروردہ ہونے کی وجہ سے انسیت تھی، انہیں اپنے پاس بھی بلاتے یہ ازخود بھی آتے، ان کے مسائل سمجھتے چونکہ حقانی بھائی کے تعلقات یہاں کے رئیس گرامی حضرت مولانا محمد ناظم مدظلہ العالی مولانا ڈاکٹر محمد شاکر فرخ ندوی ازہری سے زیادہ تھے، تواتر کے ساتھ آنا جانا تھا ملی اور تعلیمی امور پر تبادلۂ خیال کے ساتھ قلمی تعاون بھی حاصل تھا؛ لیکن حقانی بھائی انس میاں کے تمام اساتذہ کرام سے رابطہ رکھتے، کوتاہیاں معلوم کرتے، تنبیہ کرنے کا بھی اشارہ فرماتے اور وہ کیا چاہتے ہیں اور ان کی انس میاں سے کیا امیدیں وابستہ ہیں، اس کا اظہار درسی اساتذہ کرام کے علاوہ اپنے دیرینہ محسن مولانا محمد اسرار صاحب ندوی، مولانا حکیم محمد یامین صاحب مفتاحی وغیرہ سے فرماتے، مجھے بھی گاہ بگاہ اپنے مقصد سے آگاہ فرماتے، محبت بھی فرماتے، ہدایا بھی دیتے۔

حقانی بھائی کے فکر مندی:

دو سال قبل حقانی بھائی اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ حج پر تھے آخری ایام تھے حجاج کرام کے قافلے بہت واپس آچکے تھے، حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان ہم بھی بیٹھے تھے، انس میاں کا ذکر شروع ہوگیا میں نے کچھ ان کی انفرادی صلاحیتوں اور خوبیوں کی طرف نشاندہی کی، انہوں نے کمزوریوں کے طرف اشارہ کیئے، فرمایا میں مولانا شاکر فروخ، مولانا محمد معراج عالم ندوی سے بھی کہتا رہتا ہوں۔

میں نے بہت سوچ سمجھ کر ''المعہد'' کا انتخاب کیا ہے، میں دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کا بھی خواہاں ہوں، ہمارے یہاں یہ نظام بھی ہے، مزاج بھی ہے اور اسکی ضرورت بھی ہے۔

حقانی بھائی کو وہاں میں نے بیس ریال والدہ محترمہ کے لئے جیسے ہی دینے چاہے کہنے لگے میں نے آپ کو ''انس'' کا استاذ ہونے کی حیثیت کچھ دینے کی نیت کی تھی میں نے کہا آپ بھی نیت پوری کرلیں، میرے لئے والدہ محترمہ قابل قدر ہیں کہ انہوں نے کیسا جید عالم امت کو دیا ہے یہ ان کی نیکی، تقوی اور تربیت کا اثر اور فضل خداوندی ہے:

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

انس میاں اچھے طالب علم تھے ان کا رہن سہن بھی اچھا تھا، مطالعہ کا ذوق بھی تھا، لکھنے پڑھنے سے بھی مربوط رہتے تھے، رفقائے درس کے ساتھ بھی ان کے تعلق خوش گوار تھے میں نے بھی ان کی کوئی شکایت نہیں سنی، اکثر حضرات ان کو حقانی کہہ کر بلاتے تھے، میں ان کو ابن الحقانی کہتا تھا، اس ترتیب سے انہوں نے عربی دوم، سوم میں اساتذہ کرام سے کتابیں پڑھی:

عربی دوم:

عربی ادب	حضرت مولانا محمد ناظم صاحب ندوی
کتاب النحو، ہدایت النحو	محمد انعام اللہ صاحب قاسمی
فقہ المیسر	مولانا اسرار صاحب ندوی
ترجمہ پارہ عم وشرح مأۃ عامل	مولانا معراج عالم ندوی
کتاب الصرف	مولانا محمد ساجد صاحب ندوی
انگلش	مولانا حفظ الرحمٰن ندوی
ہندی	ماسٹر حاتم صاحب
سائنس	ماسٹر عمران صاحب
گڑت	// //

عربی سوم:

ترجمہ قرآن پاک	مولانا محمد واصف مظاہری
قطر الندی	مولانا معراج عالم ندوی
شذا العرف	مولانا عبد اللہ قاسمی
مختصر القدوری	مولانا محمد محفوظ ندوی
عربی ادب	مولانا شاکر فرخ ندوی
انگلش	مولانا محمد عامر ندوی
ہندی	ماسٹر محمد حاتم صاحب
سائنس	ماسٹر محمد عمران صاحب
گڑت	ماسٹر محمد رئیس صاحب

رائے بریلی میں داخلہ:

عربی چہارم کے کیلئے وہ ندوۃ العلماء کی ایک بہت معتبر اہم شاخ ضیاء العلوم رائے بریلی چلے گئے لیکن ان کا رابطہ معہد اسلامی کے اساتذہ کرام اور طلباء عزیز سے برابر رہا مولوی محمد انس سلمہ اس مرتبہ عید الفطر کی تعطیل میں معہد آئے، یہاں پر داخلوں کی کارروائی ہورہی تھی، اپنی طبیعت ومزاج کے مطابق انہوں نے تقریباً سبھی اساتذہ کرام اور اپنے ساتھیوں سے ملاقات کی، میرے پاس بھی کچھ دیر بیٹھے، مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی کے تعلیمی نظام کا بڑی عقیدت ومحبت سے ذکر کیا میرا بیٹا محمد حفظ الرحمان ندوی سلمہ بھی وہاں پڑھا ہے تعلیم وتربیت کا معیاری انتظام ہے میہو والا ان کے گاؤں کی سرگرمیاں بھی سامنے آئیں۔

مولوی انس کی سرگرمیاں:

وہ درسیات کے ساتھ حضرت مولانا سید محمد بلال الحسنی ندوی مدظلہ العالی اور اساتذہ کرام کی رہنمائی میں خارجی مطالعہ بھی کرتے تھے، ان کے گھر خود ایک اچھی لائبریری ہے جس سے بندے کو بھی استفادہ کا موقع ملا ہے، قلم وقرطاس سے وابستہ ہو رہے ہیں، ان کے والد گرامی پر حضرت مولانا شیخ عبد اللہ الحسنی صاحب ندویؒ اعتماد فرماتے تھے، اسی بنیاد پر ''افادات قرآنی'' کا کام ان کے حوالہ کیا تھا، جس سے دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے، خطابت کے میدان میں بھی ان کی صلاحیت جوان ہورہی تھی، وہ خود حذف واضافہ کے ساتھ مضمون تیار کرتے ہیں اور گاہ بگاہ پیش کرتے خاص طور پر ادارہ شباب اسلامی کی مسجد میں انہیں کام کرنے کا موقع ملا ہے جوان کے والد گرامی کی محنتوں کا شاہکار ہے جن کے لئے شیخ عبد اللہ الحسنیؒ نے انہیں تیار کیا تھا ان کی تربیت فرمائی تھی، انہوں نے فراغت کے بعد مختلف مقامات پر بھیجا، جہاں انہوں نے مخلصانہ کام کیا میرا بھی وہاں جانا ہوا۔

مولانا عبد اللہ الحسنیؒ کی تربیت:

معہد اسلامی کا ابتدائی دور تھا عسر وتنگی تھی، برسات کا موسم تھا، بیکانیر راجستھان میں مالی فراہمی کیلئے معہد اسلامی کے رئیس گرامی حضرت مولانا محمد ناظم صاحب مدظلہ العالی اور قاری افتخار صاحب استاذ حفظ قرآن پاک نگراں شعبہ حفظ کا جانا طے تھا، حضرت رئیس گرامی نے اپنے کسی عذر کی بنا پر مجھے وہاں جانے پر

مامور کیا وہاں ایک مدرسہ میں جسکی نگرانی سید احمد علی صاحب مدظلہ العالی فرماتے تھے جو معہد اسلامی کے بھی معاون ہیں، وہاں حقانی بھائی سے ملاقات ہوئی میں نے پوچھا یہاں اتنی گرمی میں کیسے ہو؟ کہنے لگے حضرت مولانا عبد اللہ الحسنیؒ نے بھیجا ہے، میں نے کہا بہت خوب ہے کوئی بڑاانقلاب آنے والا ہے، انشاء اللہ۔

ایک الگ دنیا:

مولوی محمد انس کا مزاج اب ذمہ دارانہ بنتا جارہا تھا، حقانی بھائی اگر برا نہ مانیں تو عرض کردوں ! مولوی انس کو والد کے کچھ کاموں پر تبصرہ فرماتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی انتظامی کلیاں چٹخ رہی ہیں، والد صاحب گھر پر وقت کم دیتے ہیں، مزاج میں بہت سختی ہے، گاؤں میں کچھ حضرات سے تعلقات استوار نہیں اور اس کیلئے وہ کوشاں رہتے بہت سے ایسے کام کرتے ہیں جس سے دوریاں ختم ہوتی، قربتیں بڑھتیں، اندازہ ہوتا کہ یہ جوان اپنے والد گرامی کے تشنہ کاموں کی تکمیل ہی نہیں بلکہ اپنی الگ دنیا بنائیگا:

جبینِ وقت پر تاریخ بن کر ابھروں گا
ابھی کیا ہے ابھی تو چھپا ہوں پسِ غبار اپنی

سانحۂ ارتحال:

لیکن قضاوقدر کے سامنے انسان مجبور ہے، مولوی محمد انس سلمہ کی یادیں ابھی محو نہیں ہوئی تھیں، ان کا محبت بھرا چہرہ ابھی ذہن و دماغ میں گھوم ہی رہا تھا، اچانک ۲۷ رشوال المکرّم ۱۴۴۰ مطابق یکم جولائی ۲۰۱۹ء بروز اتوار کو پونے دو بجے نماز ظہر پڑھ کر آیا، مولوی محمد حفظ الرحمٰن ندوی نے وہ سب کچھ سنایا جو کچھ ہوا تھا، اس وقت کیا کیفیت ہوئی اس کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں، جیسے اپنا خاندانی حادثہ ہوگیا ہو، انا للہ وانا الیہ راجعون اور کچھ دعائیں پڑھیں۔

تصدیق کیلئے دیرینہ رفیق مولانا حبیب اللہ صاحب قاسمی کو فون کیا مولانا محمد شاکر فرخ ندوی ازہری سے معلوم کیا بات سچی تھی، ۲۵ رشوال المکرّم بروز جمعہ کو موت ہوچکی تھی، شہادت کا درجہ مل چکا تھا، زندگی کا ورق پورا ہوچکا تھا، یہ کلی پھول بننے سے پہلے مرجھا چکی تھی۔

''ادارہ شباب اسلامی'' کی جن سے مستقبل میں امیدیں وابستہ کی تھیں وہ دروازہ بند ہوچکا ہے:

ایک حرف کاش است کہ صد جا نوشتہ ایم

حقانی بھائی کی توقعات کی کتاب بند کردی گئی تھی:

ہر شئے مسافر، ہر چیز راہی
کیا چاند تارے کیا مرغ و ماہی

اگر قرآن پاک میں صبر کی آیات نہ ہوتی، اور حدیث پاک میں صابرین کا درجہ بیان نہ ہوتا، اور امت کے ایسے وقت کے واقعات نہ ہوتے، تو انسان مرنے والوں کے ساتھ مرجاتا، یا خودکشی کرلیتا؛ لیکن کتنا احسان فرمایا اللہ تبارک وتعالی نے ہمیں قرآن پاک بخشا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے جوڑا، کیسے کیسے جنازہ اٹھتے ہیں اور کیسے کیسے گنج ہائے گراں مایہ کو زمین نگل گئی ہے، کتنوں کی امیدوں پر پانی پھیرا ہے، کتنے چمنستان اجڑ گئے اور کتنے گلشنوں کو برباد ہوتے ہم نے بھی دیکھا ہے۔

کل من علیھا فان:

کتنے دست حنائی اور لالہ زار عروسی کو سہاگن بننا نصیب نہ ہوا، ان کے سہاگ اجڑ گئے، کتنے سجے سجائے پیلیس شادی ہال ماتم میں تبدیل ہوگئے، کتنے معصوم بچے والد کے انتظار میں سوئے تھے کہ ان کے والد صاحب ان کیلئے عید کے کپڑے لائیں گے اور ان کی آنکھیں کھلی تو باپ کا جنازہ تھا، کتنے تیار ہوتے ہوئے گھر آباد نہ ہوسکے، کتنے پر بہار باغوں کو مالک دیکھ نے سکا، کتنے خوشنما پوشاکوں کو اہل خانہ دیکھ کر روتے ہیں اور کتنے قیمتی زیورات تیار

ہونے سے پہلے ان کے پہننے والے نہ رہے، کتنے تاجر، مزدور، کاشتکار اور دستکار اور لوٹنے کے ارادہ سے گھر سے نکلے تھے، مگر اجل کا پروانہ آگیا: "فلا یستطیعون توصیة ولا الی اھلھم یرجعون" قرآن پاک میں کتنی سچی منظر کشی ہے: "ان اجل اللّٰہ اذا جاء لایؤخرلو کنتم تعلمون"۔

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائیگا جب لاد چلےگا بنجارہ

حقانی کے علی میاں:

حقانی بھائی کے "انس" نہیں بلکہ ان کا تو شیخ الحدیث چل بسا، وہ تو ایک فقیہ النفس سے ترس گئے، وہ تو ایک بڑے قلم کار، دردمند واعظ سے محروم ہوگئے، سچی بات یہ ہے کہ ان کا تو علی میاں چلا گیا، انہیں مفکر الاسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ صاحب کا غم تھا، حضرت مولانا سید عبداللہ الحسنیؒ کا صدمہ بھول نہ پائے تھے، حضرت مولانا سید واضح رشید حسنیؒ صاحب کے سانحۂ ارتحال نے انہیں نڈھال کیا تھا۔

اب بس ....مولوی انس......... قاری انس ....
مربی انس.......... منتظم انس ....بیٹا انس........ پوتا انس
.........بھتیجا انس .... بھانجا انس ....نواسہ انس ....
امام انس ....خطیب انس ....اچھا انس .... پیارا
انس......بھائی انس......نور نظر انس...... انس کیا وہ اپنے انس کو علی میاں دیکھنا چاہتے تھے، وہ تو ایک ہوتے ہوئے علی میاں سے محروم ہوگئے۔

امید طویل اور زندگی قلیل، حادثات سے لبریز۔
زندگی کا تعارف بہت مختصر
تلخیاں، الجھنیں، خواہشیں اور ہم

دھرادون کا سفر:

ظہر بعد مدرسہ آیا، دہرادون کی تیاری کی، معلوم ہوا نماز جنازہ صبح سات بجے ہوگی احباب اسی وقت جانا چاہتے تھے میں جلدی سے حقانی بھائی سے ملنا چاہتا تھا، تنہا کار بھی نہیں کرسکتا تھا، یہاں سے بس کے ذریعہ چھٹمل پور پہنچا، مادر علمی کاشف العلوم میں حاضری ہوئی، استاذ زادہ حضرت مولانا محمد واصف صاحب ندوی مدظلہ العالی ناظم اعلی جامعہ نے ضیافت کا حکم فرمایا اور یہ بھی بتایا کہ جنازہ کی نماز رات میں ہوگی۔

مغرب کے بعد مرشد و مربی استاذ گرامی حضرت اقدس مولانا ہاشم صاحب مدظلہ العالی مہتمم جامعہ ھٰذا سے بھی ملاقات ہوئی مولوی محمد انس کے تعلق سے آبدیدہ ہوگئے اور اس کی خوبیاں بیان فرمائی آپ نے فرمایا میرے ساتھ چلنا، مگر میں اجازت لیکر دہرادون پہنچا، بس اسٹاپ پر مفتی عبداللہ صاحب جو صالحیت وصلاحیت کے جامع ہیں بائک کے ساتھ موجود تھے جن کو ہمارے دوست مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری نے استاذ المعہد الاسلامی میری بغیر اطلاع کے فون کر رکھا تھا ان کے گھر جانا ہوا نماز بھی پڑھی ضیافت بھی قبول کرنی پڑی، اور میں حقانی بھائی کی خدمت میں حاضر ہوا تو تعزیت کے الفاظ پیش کئے، کچھ دیر باتیں کی ان کے پاس بہت آنے جانے والے تھے مولوی عبدالواحد کے گھر آگئے جو معہد کے سب سے پہلے متعلّم ہیں، یہاں غم ضرور تھا کسی طرح کا شور شغب نہیں، واویلہ، سینہ کوبی نہیں، ایک سکوت تھا، سناٹا تھا، کبھی کوئی رونے کی آواز بھی آتی تھی۔

تدفین اور نماز جنازہ:

۱۲ر بجے کے آس پاس مولوی انس آئے.....نہیں.....انہیں لایا گیا، وہ اترے نہیں.....انہیں اتارا گیا، انہوں نے کسی کو دیکھا نہیں.....ان کو دیکھا گیا، قرب و جوار کے سیاسی، سماجی حضرات اور علماء کرام، مدارس و مکاتب کے نظماء حضرات، مدرسین کرام بھی جلوہ افروز ہوچکے تھے، مدرسے کے بعد گھر میں ہی جنازہ لے جایا

گیا، کیا اہل خانہ پر گزری مجھے معلوم نہیں مگر اس تصور سے میرا بدن لرز گیا، آنکھیں نمناک ہوگئی تھوڑی دیر بیٹھ گیا دل کو تسلی دی، صبر کی آیات کا استحضار کیا اور نماز جنازہ میں شامل ہوا حضرت اقدس پیر جی حافظ حسین صاحب بوڑیوی مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی قبرستان جنازہ پہنچا سپرد خاک کیا گیا، سب نے مٹی دی، ایصال ثواب کیا، مولوی محمد انس کے دادا کی چیخ نکل گئی، دوسرے حضرات کی آنکھیں بھی اشکبار ہوگئی بھیڑ بہت تھی مگر قبرستان خالی ہوتا گیا کچھ حضرات موجود تھے، حقانی بھائی اپنے چھوٹے علی میاں کے قبر کے پاؤں کی جانب کھڑے تھے، بہت دیر ہوگئی، وہ سکتے میں آ گئے، کھڑے کے کھڑے رہ گئے حضرت اقدس پیر جی صاحب کے ایماء پر ان کو سنبھالا گیا، گھر لے آئے، اللہ تبارک وتعالی ہمت و مدد فرمائے، اس مصیبت پر اجر بھی دے، اچھا بدلہ بھی: "اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیراً منھا"۔

دوبارہ حاضری:

اس کے بعد کئی بار سوچا کہ دہرادون حقانی بھائی کے یہاں جاؤں اپنے دیرینہ رفیق مولانا محمد عباس صاحب قاسمی جامع العلوم ڈھا کی سہس پور سے رابطہ کیا، دومرتبہ مولانا واصف صاحب مظاہری قاری افتخار صاحب، مولانا سلمان صاحب مظاہری، مولانا معراج عالم ندوی، مولانا محفوظ صاحب ندوی کے ساتھ سفر شروع ہو گیا راستے میں فون کیا معلوم ہوا کہ حقانی بھائی لکھنؤ تشریف لے گئے۔

حضرت اقدس پیر جی صاحب بوڑیوی مدظلہ العالی نے ہر ملاقات پر مجھے پوچھا، ارے بھائی مولانا رسال الدین حقانی کے یہاں کب گئے تھے؟ ایک روز شام کی رخصت لی، اہلیہ کو ساتھ لیا راستے سے اپنی دو بہنوں کو لیا، سواری کا انتظام کیا اور میہو والا پہنچ گئے، بچے گھر چلے گئے، حقانی بھائی بھی کچھ دیر بعد مدرسہ تشریف لے آئے، بہت خوش ہوئے، مولوی محمد انس مرحوم کے تعلق سے بہت سی باتیں ہوئیں، میں نے عرض کیا جو آپ کی نیت تھی وہ اجر قیامت میں ملے گا، ان شاء اللہ یہ سعادت اللہ تبارک وتعالی نے جو آپ کو بخشی ہے بہت کم لوگوں کے حصے میں آتی ہے، آپ کے صاحبزادے کو باری تعالی نے قبول فرمالیا، علم دین کے راستے میں قبول کر لیا، آپ کے ساتھ اللہ نے بڑی خیر کا ارادہ کیا پریشانی ہوگی، غم بھی ہوتا ہے لیکن آپ کے درجات بہت بلند ہوگئے،

علم دین کے راستہ میں موت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص احیائے اسلام کے لئے علم حاصل کرتے ہوئے مرجاتا ہے وہ انبیاء علیہ السلام کے ایک درجہ کم ہوتا ہے، اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ طالب علم اگر تحصیل علم کی حالت میں مرتا ہے تو شہید مرتا ہے:

یہ رتبہ بلند جس کو ملا مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

مولوی انس کی والدہ:

مولوی محمد انس کی والدہ کو یقین ہے کہ ان کا بیٹا عید الاضحیٰ کی تعطیل میں حسب سابق گھر آئے گا، کتنی مائیں اسی انتظار میں ہیں مگر واپسی غیر ممکن ہے، ہمیں بھی وہیں جانا ہے، ملاقات ہوگی، تاج قرآنی سے انشاء اللہ نوازا جائیگا، شفاعت کا درجہ بھی ملے گا، انشاء اللہ یہ اعلان بھی ہوگا پڑھتے جاؤ چڑھتے جاؤ، کتنے خوش ہونگے حقانی بھائی اور ان کی اہلیہ، مولوی محمد انس کے دادا، نانا وغیرہ۔

حضرت ابن عباسؓ کی صاحبزادی کی وفات:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سفر میں تھے، بیٹی کی وفات کی خبر پہنچی سن کر "اناللہ وانا الیہ راجعون" پڑھا پھر فرمانے لگے ایک پردہ کی چیز تھی جسے اللہ نے پردہ دے دیا، ایک ذمہ داری

تھی جسے اللہ نے ہلکا کر دیا اور اجر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف چلایا ہے، پھر سواری سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی، اور فرمایا ہم نے وہی کیا جس کا اللہ نے ہمیں حکم فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ:"واستعینوا بالصبر والصلوۃ"۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے صاحبزادے کا انتقال:

حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا بیٹا فوت ہوگیا جس پر انھیں شدید غم لاحق ہوا اچانک ان کے پاس دو فرشتے حاضر ہوئے جو بظاہر انسانی شکل میں باہمی تنازعہ لیکر آئے تھے ایک کہنے لگا، میں نے ایک فصل بوئی تھی اور ابھی کاٹی نہ تھی کہ یہ شخص آیا اور سب فصل برباد کر ڈالی، آپ نے دوسرے سے سوال کیا وہ کہنے لگا میں اپنے راستہ پر چلا آرہا تھا کہ سامنے اسکی فصل آگئی میں نے دائیں بائیں ہٹا کر راستہ صاف کر دیا، حضرت سلیمان علیہ السلام پہلے شخص سے فرمانے لگے تو نے راستہ پر فصل کیوں کاشت کی تھی، تجھے معلوم نہ تھا کہ لوگوں کو راستہ کی ضرورت ہوتی ہے، فرشتہ کہنے لگا، تو پھر آپ بچہ کی وجہ سے کیوں غمزدہ ہورہے ہیں، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ موت آخرت کا راستہ ہے، روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور توبہ کی اور اس کے بعد اپنے بچہ پر کبھی پریشانی ظاہر نہ کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعزیتی مکتوب:

آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک تعزیت نامہ پر جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کے فوت ہونے پر تحریر فرمایا تھا اسے نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، امید ہے کہ اسے بڑی روشنی، رہنمائی، طاقت وقوت ملے گی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میرا بیٹا فوت ہوگیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری جانب والا نامہ تحریر فرمایا:" یہ خط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے معاذ بن جبلؓ کی طرف ہے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ ! میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے بعد یہ کہ اللہ تیرے اجر کو بہت ہی زیادہ بڑھائے اور تجھے صبر نصیب فرمائے، ہمیں اور تجھے شکر کی توفیق بخشے، بعد از ایں کہ ہمارے نفس، ہمارے مال، ہمارے اہل خانہ اور اولاد اور ان کے مال وغیرہ سب اللہ پاک کے خوشگوار عطیہ ہیں، اور ہمارے پاس اس کی امانت ہیں، جن سے ہم ایک محدود مدت تک نفع اٹھاتے ہیں اور اپنے مقررہ وقت پر اس امانت کو واپس لے لیتے ہیں، پھر وہ جو کچھ عطا فرمائے تو اس عطا کی باعث ہم پر شکر لازم فرمایا اور کوئی ابتلاء ومصیبت آئے تو صبر کرنا فرض قرار دیا اور تیرا بیٹا بھی اللہ پاک کی انہیں خوشگوار عطیوں میں سے تھا، اس سے نفع اٹھانے کا موقع بخشا اور بہت بڑے اجر کے عوض اسے واپس لے لیا ہے۔

بشرطیکہ تو صبر کرلے اور ثواب کی امید لگائے، لہٰذا تجھ پر اے معاذؓ ! یہ نوبت کبھی نہ آنی چاہئے کہ تیری جزع وفزع واویلا اور ماتم وغیرہ تیرے اجر کو ختم کر دے اور تو اپنی اس کوتاہی پر ندامت کرتا رہ جائے، اگر تو میری اس مصیبت کے ثواب کو دیکھ پائے تو یقین کرنے لگے گا کہ میری مصیبت اس اجر سے بہت کم ہے اور یقین کرو جزع وفزع میت کو واپس نہیں لاتی اور نہ ہی غم کو دور کرتی ہے پس تیرا غم ان حالات کے تصور سے دور ہو جانا چاہئے جو خود تجھ پر آنے والے ہیں، گویا کہ تجھ پر آہی گئے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ درجات بلند فرمائے، صبر بخشے، تربیت و کفالت فرمائے۔ آمین ثم آمین

موت کو سمجھا ہے غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی، صبح دوامِ زندگی

❁❁❁❁

یادرفتگاں

حافظ محمد انس اپنے رب کے حضور میں

حمیداللہ قاسمی کبیرنگری

۲۰۱۱ء میں ’’تسمیہ اکیڈمی دہرادون‘‘ کے تحت ہونے والے ’’حج تربیتی کیمپ‘‘ میں مرکز کے رئیس مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کے ہمراہ جانا ہوا، وہاں پہنچنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اس پروگرام کے روح رواں مولانا رسال الدین صاحب حقانی ہیں، جنھوں نے مفتی صاحب کو مدعو کر رکھا ہے، مولانا حقانی صاحب سے راقم کی یہ پہلی ملاقات تھی، اس ملاقات میں مولانا سے کوئی خاص تعلق اور تعارف نہ ہوسکا، البتہ ایک سال کے بعد تقریباً ۲۵ر جون ۲۰۱۲ء کو ساؤتھ افریقہ کے ایک معزز مہمان کے ساتھ ان کے یہاں کھانا کھانے کا اتفاق ہوا، اُس دن سے مولانا رسال الدین حقانی سے باضابطہ تعلق اور تعارف ہوگیا اور مولانا بھی راقم کو اچھی طرح سے پہچان گئے، اس کے بعد مولانا رسال الدین حقانی کا مرکز مظفرآباد میں آنا جانا تعلقات میں مزید اضافہ کرتا گیا؛ لیکن ابھی تعلقات کی منزلیں پوری طرح شباب پر پہنچ نہیں پائی تھیں کہ مولانا کے صاحبزادے کے انتقال کی خبر نے راقم کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ حافظ محمد انس جو ’’مدرسہ ضیاء العلوم‘‘ میدان پور رائے بریلی میں زیر تعلیم تھا، اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ندی میں نہانے گیا تھا اور وہیں ڈوب گیا، جس سے اس کی موت واقع ہوگئی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس وقت راقم اپنے مہمان کے ساتھ مولانا رسال الدین حقانی کے دولت خانہ پر گیا تھا، اس وقت عزیزم محمد انس سلمہ سے بھی ملاقات ہوئی تھی، موصوف مرحوم بڑی خندہ پیشانی سے ملے، اپنا تعارف کرایا اور پانی پلایا، اس کے بعد گھر کے اس کمرے میں لے گئے، جہاں پر دسترخوان لگا ہوا تھا، گویا انہوں نے مہمان نوازی کا حق ادا کردیا تھا، خوب جی بھر کر کھانا کھلایا اور واپسی تک ساتھ رہے، جس سے ان کی بھولی بھالی صورت آج بھی ذہن ودماغ میں گردش کررہی ہے، ان کا ہاتھ دھلوانا، کھانا کھلانا، چائے پلانا سب کچھ یاد آرہا ہے، موصوف مرحوم اپنی گوناگوں صفات کی وجہ سے اپنے اساتذہ کرام کے درمیان بڑے محبوب ومقبول تھے، جس کی وجہ سے ان کے انتقال پر جملہ اساتذہ کرام اور علماء عظام نے اپنے اپنے تعزیتی مضامین اور خطوط روانہ کئے اور خراج عقیدت پیش کیا۔

حافظ محمد انس لائق وفائق باپ کا ایک قابل ہونہار فرزند ہونے کے ساتھ متانت وسنجیدگی، ظرافت وشرافت اور اخلاق وعادات میں منفرد تھا، اس نے اپنی زندگی کی صرف بیس بہاریں ہی دیکھی تھی کہ اللہ کی طرف بلاوا آگیا؛ لیکن اس کے جانے پر مولانا رسال الدین حقانی پر کیا گزری ہوگی، اس کا اندازہ تو مولانا حقانی صاحب ہی لگا سکتے ہیں، یا جس نے اپنے جوان بیٹے کو کھویا ہوگا، یا اپنے کندھوں پر رکھ کر گورغریباں میں لے گیا ہوگا، بہرحال جوان بیٹے کی موت کتنی تکلیف دہ ہوتی ہے، وہ بیان سے باہر ہے، یہ تکلیف تو آخر وہی محسوس کرسکتا ہے جس کے اوپر یہ تکلیف پڑتی ہے، چونکہ جوان بیٹے کا اس دنیا سے کوچ کرجانا کوئی معمولی بات نہیں، یہ ایسا بوجھ ہے جو انسان کو ہلاکر رکھ دیتا ہے، چین کا ایک

مشہور فلسفی ''کنفیوشس'' جوایک بہت بڑا حکیم اور عالم گزرا ہے، اس سے کسی نے پوچھا کہ دنیا میں سب سے بڑا بوجھ کس چیز کا ہوتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ'' باپ کے کاندھے پر رکھے ہوئے اس کے جوان بیٹے کا جنازہ، یہ وہ بوجھ ہے جو باپ کی کمر کو جھکا دیتا ہے''۔

جوان بیٹے کی وفات کا غم لاحق ہونا ایک فطری عمل ہے، لیکن حافظ محمد انس مرحوم کی وفات کا غم اس معنی کر ہلکا ہے کہ انہوں نے شہادت کی موت پائی ہے، شہادت نے اس کی موت کو زندگی میں تبدیل کردیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''مـن مـات فـی سبیـل اللّٰـه فهو شهید و من غرق فهو شهید'' جو طالب علم اللہ کے راستہ میں مرا تو وہ شہید ہے اور جو ڈوب کر مرا وہ بھی شہید ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق حافظ محمد انس کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کے دو درجے بیک وقت عنایت فرمایا، ایک تو طالب علم ہونے کی حیثیت سے، دوسرے ڈوب کر مرنے کی وجہ سے، اس حدیث میں مولانا حقانی صاحب کے لئے تسلی کا کافی سامان موجود ہے، پھر بھی انسان ہونے کی حیثیت سے غم کا ہونا ایک فطری چیز ہے، اللہ تعالی مولانا حقانی صاحب کو غم کے اس بارگراں کو اٹھانے کی قوت وہمت عطا فرمائے۔

اس حادثہ کے بعد جب بھی مولانا رسال الدین حقانی سے ملاقات ہوتی ہے تو فوراً ذہن اس طرف منتقل جاتا ہے کہ مولانا رسال الدین صاحب نے کس طرح اپنے ہاتھوں سے اپنے جوان بیٹے کو قبر میں اتارا ہوگا اور کیسے مٹی ڈالی ہوگی، جبکہ جوان بیٹے کو قبر میں اتارنے کے لئے جگر نہیں بلکہ چٹان چاہئے؛ لیکن یہ انہیں کرنا پڑا، چونکہ زندگی کا یہ دستور ہے اور موت ایک آفاقی حقیقت ہے، جس سے کسی کو انکار نہیں، ہم جس طرح زندگی پر ایمان رکھتے ہیں، ایسے ہی موت پر یقین رکھتے ہیں، اس لئے ہمیں نہ چاہتے ہوئے بھی کرنا پڑتا ہے؛ لیکن مولانا کے دل کی بے چینی ہمیں کچھ سوچنے پر مجبور کردیتی ہے، مگر کیا کیا جائے، فریاد وماتم سے تقدیریں نہیں بدلتیں، انسان کے لئے صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ نوجوان بیٹے کا فوت ہوجانا والدین کے لئے کتنی بڑی مصیبت اور آزمائش کا وقت ہوتا ہے، لہٰذا جو بھی اس مصیبت پر صبر کرے گا اور اللہ کی رضا وتقدیر پر راضی رہے گا، اللہ تعالی اسے اپنے فضل وکرم سے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے ابوسنان سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اپنے بیٹے سنان کو دفنایا اور قبر کے کنارے ابوطلحہ خولانی رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے، جب میں نکلنا چاہا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے ابوسنان! کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں؟ میں نے جواب دیا کیوں نہیں، تو انہوں نے کہا: '' مجھے ضحاک بن عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ نے ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے کہتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کرلی، تو وہ کہتے ہیں جی ہاں! تو اللہ تعالی کہتا ہے کہ تم نے اس کے دل کا پھول اور ٹکڑا قبض کرلیا، تو وہ کہتے ہیں جی ہاں، تو اللہ کہتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اس نے تیری حمد وتعریف کی اور کہا ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر تیار کردو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو''۔ (ترمذی شریف)

بہرحال عزیزم محمد انس دنیا کی ساری کلفتوں کو الوداع کہتے ہوئے اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے اور اپنے گھر والوں کو روتا بلکتا ہوا چھوڑ گئے، اللہ تعالی اس کی مغفرت فرمائے، والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

ماضی کی یادیں

جواں سال بیٹے کی رحلت کا اثر نامہ

مولانا محمد ساجد کھجناوری استاذ جامعہ اشرف العلوم رشیدی، گنگوہ

یادوں کے سہارے اگر گفتگو کی جائے تو یہ جنوری/فروری ۲۰۱۶ء کے دورانیہ کی بات ہے، جب میں اپنے علاقہ کی معروف تعلیمی درس گاہ مدرسہ کاشف العلوم چھٹمل پور میں بعض دوستوں کی فرمائش پر برائے ملاقات حاضر ہوا، جس کا پس منظر یہ تھا کہ ۱۱ردسمبر ۲۰۱۵ء تا ۱۷ردسمبر بعض غلط اطلاعات کی بناپر بندہ کو مخابراتی ایجنسیوں کی تحویل میں رہنا پڑا؛ لیکن سچائی کا جادو ہی سر چڑھ کر بولا اور بالآخر تقریباً ایک ہفتہ کے بعد باعزت رہائی نصیب ہوئی، اس ناگہانی حادثہ کی اطلاع چونکہ سوشل میڈیا اور اخبارات کے ذریعہ دور تک پھیل گئی تھی اس لئے بہت سے احباب اس واقعہ سے براہِ راست واقف ہونا چاہتے تھے، ملاقات کے اسی ذیل میں محترم مولانا رسال الدین حقانی سے بھی راہ ورسم نکل آئی، انہوں نے اس موقعہ پر محبت وتسلی کا جو سامان فراہم کیا اس کی چاشنی اب تک محسوس کرتا ہوں، یاد پڑتا ہے کہ اسی مجلس میں ایک ہونہار اور نظیف طالب علم نے اپنے اخلاق وآداب کی وجہ سے ہمیں اپنی طرف متوجہ کرلیا ذرا دھیان سے دیکھا تو ان میں مولانا حقانی صاحب کی شبیہ نظر آئی استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ خوب رو نوجوان تو مولانا کے ہی فرزند ارجمند ہیں جو ابھی تعلیم وتربیت کے زینے طے کررہے ہیں اور یہ کہ لکھنے پڑھنے کا فطری ذوق رکھتے ہیں، ان کا نام محمد انس حقانی ہے، افسوس کہ عزیزم محمد انس حقانی کو اس وقت پہلی اور آخری مرتبہ دیکھنے کا اتفاق ہوا کون جانتا تھا کہ یہ ایسا کنول ہے جو بن کھلے ہی مرجھا جائے گا، چنانچہ ایک روز اچانک یہ خبر وحشت اثر ملی کہ مولانا حقانی کے لخت جگر، نورِ نظر اور ان کے خوابوں کی تعبیر حافظ محمد انس حقانی میدان پور رائے بریلی میں مدرسہ کے متصل نہر میں ڈوب کر شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ظاہری اسباب میں اولاد اپنے والدین کا قیمتی سرمایہ ہوا کرتا ہے جو اس کے نام وکام کے بقا وتسلسل کی ضمانت ہوا کرتا ہے بالخصوص جبکہ اولاد صالح ذہن ومزاج اور تعلیم وثقافت کے زیور سے آراستہ ہو رہی ہو تو دنیا وآخرت میں اس متاع گراں مایہ کا محبوب ہونا عقل ونقل کے عین مطابق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر نے ولد صالح کی دعا کو مرحوم والدین کے حق میں بہترین وظیفہ قرار دیا ہے جس سے اس کی بخشش ونجات کے سایے دراز ہوتے ہیں لیکن یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہوا کہ باپ کے جیتے جی بیس سالہ نوجوان اس کے سارے خوابوں کی تعبیر بننے سے پیشتر ہی فردوسِ بریں میں جابسا "تغمده اللّٰه بغفرانه وادخله فسيح جناته"۔

اس شخص کے بارے میں ذرا تصور کیجئے اور اسکے صبر وآزمائش کی کسک محسوس کیجئے جس نے دین ودانش کے فروغ کی خاطر تن من دھن قربان کرکے تعلیم کی شمع جلائی ہو جس سے شبِ تاریک میں قندیل رہبانی کا عمل وابستہ ہو مزید برآں اس کے ماسٹر پلان میں تعلیمی جہاد کیساتھ ریاست گیر فلاحی منصوبے ارادی طور پر شامل ہوں ان سارے خوب صورت عزائم کو اپنے سینے اور سپنے میں سجانے وروبہ عمل لانے کے ساتھ اپنا جانشین بھی تیار کررہا ہو اس کی ذہنی وفکری تربیت اور اعلیٰ تعلیم کیلئے شب وروز فکرمند ہو، اس نے سارے غموں سے بے پرواہ ہوکر صرف تعلیمی مشن اور ایک

اچھے وارث کی تیاری کو اپنا غم بنالیا ہو پھر جبکہ منزل بھی قریب ہی آن پہنچی ہو ایسے وقت یہ خبر ملے کہ اس کے قافلہ پر شب خون مارلیا گیا ہے، تو قافلہ سالار کے ظاہر و باطن پر اس وقت کیا گزرے گی، اس کے پاؤں تلے زمین محسوس ہوگی اور نہ سر پر آسمان، وہ بے یارومددگار، ایسی نازک گھڑی میں آخر کرے تو کیا کرے؟ سوچئے اس وقت مولانا حقانی پر کیا گزری ہوگی، جس کے جوان بیٹے کی نعش اس کے کمزور ہاتھوں میں تھمادی گئی ہو وہ اس ہونہار بیٹے کی نعش کو پیوند خاک کرے یا خود ہی زیر زمین جابسے لیکن تعریف کیجئے اور حمد وثنا بیان کیجئے اس پروردگار کی جس نے موت وحیات کا فلسفہ جاری کرنے کے ساتھ رنج وآزمائش اور صبر وہمت کا سبق بھی اپنے بندوں کو سکھایا ہے، ایک مؤمن کی کمال عبدیت یہی ہے کہ وہ ہر حال میں تسلیم ورضا کی تصویر بنا رہے، صد شکر ہے کہ ہمارے مولانا رسال الدین حقانی صاحب اپنے مستقبل اور جوان بیٹے کی ناگہانی مگر طے شدہ وفات پر ہمت واستقامت کا پہاڑ بن کر حالات انگیز کرتے رہے جس کا بہترین اجر ان کے پروردگار کی طرف سے دنیا وآخرت میں انہیں ملنے والا ہے، انشاءاللہ۔ ❁❁

ایک ماں کی تڑپ-اور اس کی سوغات

منجانب: رفقائے جامع العلوم سہس پور، دہرادون

کتابیں، قمیص اور رداء دیکھتی ہوں میں
بستر، تکیہ اور چارپائی دیکھتی ہوں میں
کیا کیا خیالات تھے آخر میرے دل میں
حسیں صورت، کھلی صورت دیکھتی ہوں میں
کیا کیا جذبات تھے آخر میرے دل میں
محمد انس کی مسکراتی صورت دیکھتی ہوں میں
کیا کیا خیالات تھے میرے دل میں
کیا کیا جذبات تھے میرے دل میں
سنت کا داعی، ترجمان قرآن بنتا یہ سوچتی تھی میں
تیرے پیغام کو دنیا میں عام کرتا یہ سوچتی تھی میں
ایثار وخیر خواہی کا درس دیتا یہ سوچتی تھی میں
سنت کا پیروکار، صحابہ پر نثار ہوتا یہ سوچتی تھی میں
کرتا طواف کعبہ، جاتا منیٰ ومزدلفہ یہ سوچتی تھی میں
میدان عرفات میں دست بدعا ہوتا یہ سوچتی تھی میں
کیا کیا خیالات تھے میرے دل میں
کیا کیا جذبات تھے میرے دل میں
چلا جاتا وہ مجھ سے دور دیر تک سوچتی تھی میں
آجاتا وہ قریب، تو دیر تک مسکراتی تھی میں
اچانک چلا گیا وہ اب بے چین ہوں میں
محمد انس تیری محبت دل میں لئے بیٹھی ہوں میں
میری آنکھوں کی بینائی تیرے انتظار میں ہے
میرے دل کی دھڑکنیں نور نظر کے انتظار میں ہے
کیا کیا خیالات تھے میرے دل میں
کیا کیا جذبات تھے میرے دل میں
محشر میں شفاعت کا ذریعہ بنے گا یہ سوچتی تھی میں
قرآن وسنت کا ترجمان بنے گا یہ سوچتی تھی میں
وہ الوداعی سلام کرکے اور دعا لیکر چلا گیا چلا گیا
ہائے افسوس اچانک خبر ملی وہ چلا گیا وہ چلا گیا
اے میرے رب یہ حکم ربی ہے آخر کیا کروں میں
وہ الوداعی سلام کرکے اور دعا لیکر چلا گیا چلا گیا
کیا کیا خیالات تھے میرے دل میں
کیا کیا جذبات تھے میرے دل میں

مجسمہ اخلاق

عزیز مکرم حافظ محمد انس مرحوم

مولانا محمد ہارون قاسمی خادم جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم چھٹملپور، سہارنپور

اب زیست یوں بسر کر جب کوچ ہو یہاں سے
ہنستا ہوا تو جائے ، روئے تجھے زمانہ

عزیز مکرم حافظ محمد انس جن کیلئے سلمہ اللہ تعالی من الآفات والشرور کا دعائیہ جملہ از خود زباں پر آجاتا تھا، آج اس کو مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منھ کو آرہا ہے، زبان گنگ اور جنبش قلم مفلوج ہے، ان کا سنجیدہ اور معصوم چہرہ دریچۂ دماغ اور آئینۂ قلب میں صاف نظر آکر ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ وہ حقیقتاً سامنے کھڑے ہوں اور انہوں نے دار فناء سے دار بقاء کی جانب ہجرت نہ کی ہو، کاش یہ تصورات وخیالات حقیقت پر مبنی ہوتے اور آں عزیز تصوراتی دنیا کی طرح عالم خارج میں بھی موجود ہو کر خلق خدا اور امت مسلمہ کو اپنی خدمات سے فیضیاب کرتے، مگر نوشہ خداوندی کے آگے سب فیل ہے، سبھی جانتے ہیں کہ موت ایسا اٹل فیصلہ ہے جس میں ذرا بھی پس وپیش نہیں ہوسکتا: "اذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون"۔

نہ نبی رہے، نہ ولی رہے، نہ غنی رہے، نہ سخی رہے
چلے جارہے ہیں کشاں کشاں کوئی قید و پیر و جواں نہیں

اسی فیصلہ خداوندی کے مطابق حافظ محمد انس ہزاروں آنکھوں کو نمناک اور قلوب کو غمناک چھوڑ کر رب حقیقی سے جاملے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اموات تو روزمرہ ہزاروں ہوتی ہیں مگر ایسی موت جس پر خلق کثیر کو رونا آجائے، جس پر اپنے پرائے سب دم بخود رہ جائیں، جو ایک بڑے مجمع کے قلب وجگر کو جھنجھوڑ کر رکھ دے، بہت کم نظر آتی ہے، آں عزیز کی موت بھی اسی طرح کی ہے، اور کیوں نہ ہو۔

موصوف ایک لائق وفائق باپ کی ایک ہونہار اور قابل فرزند تھے، اللہ رب العزت نے ان کی ذات میں ان کے والد کی طرح گونا گوں خصوصیات وصفات ودیعت کی تھیں، سنجیدگی، متانت، شرافت، ظرافت اور ضیافت ان کا خاص شیوہ تھا، علم اور اسباب علم کی قدردانی، بڑوں کا ادب واحترام، احباب سے ہمدردی، پرایوں سے ملنساری ان کی حسین تربیت کا غماز تھا۔

میرا اور میرے اہل خانہ کا ان کے گھرانے سے دیرینہ تعلق، قلبی وابستگی اور دوستانہ مراسم رہے ہیں، جو الحمدللہ تاہنوز جاری ہیں، اور اللہ کرے جاری رہیں، اس لئے میں ان کے اور ان کے قابل قدر والد محترم، برادر مکرم عالی جناب مولانا رسال الدین حقانی ندوی صاحب کے اخلاق وعادات، کردار وگفتار، بلند افکار اور روشن خیالات نیز قوم وملت کیلئے ان کی گرانقدر خدمات اور کوششوں سے اچھی طرح واقف ہوں اور پھر موصوف مرحوم کے لڑکپن کا تقریباً مکمل زمانہ جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم چھٹمل پور کی آغوش تربیت میں میری نگاہوں کے سامنے گزرا اور اس دوران ان کی طالب علمی، عملی زندگی، درجہ واسباق کی پابندی محنت ولگن، نشست وبرخاست اور روز شب کی حرکات کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، ہر اعتبار سے ان کو تسلی بخش اور قابل اطمینان پایا۔ ﴿بقیہ اگلے صفحہ ۴۲ پر﴾

حسین کردار

عزیزم حافظ محمد انس کا حادثہ وفات

مولانا ڈاکٹر شاکر فروخ ندوی ازہری، مانک مئو، سہارنپور

انسان کی زندگی میں کچھ ایسے حادثات پیش آتے ہیں جن کے زخم بہت گہرے اور اثرات دیرپا ہوتے ہیں اور کوشش کے باوجود جنہیں انسان فراموش نہیں کرپاتا، ایسا ہی ایک حادثہ عزیز مکرم حافظ مولوی محمد انس مرحوم کی وفات کا بھی ہے، جس نے ذہن ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔

تقریباً تین سال قبل برادر مکرم مولانا رسال الدین حقانی ندوی اپنے صاحبزادے محمد انس کو "المعہد الاسلامی مانک مئو" میں داخل کرانے کے لئے تشریف لائے، معلوم ہوا کہ حفظ وتجوید کی تعلیم جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم چھٹمل پور میں باضابطہ حاصل کی اور ناظرہ قرآن پاک مع درجہ آٹھ تک پہلے ہی اپنے والد کے قائم کردہ ادارہ شباب اسلامی میں مکمل کرچکے تھے، نیز شعبان ورمضان کی تعطیل میں عربی اول کی ابتدائی کتابیں مولانا رسال الدین احمد حقانی ندوی صاحب نے خود ہی پڑھادی تھی، لہٰذا جانچ کے بعد عزیزم محمد انس کا داخلہ عربی دوم میں کرلیا گیا، مولانا رسال الدین احمد حقانی ندوی صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم کے زمانہ کے ہمارے مشفق وکرم فرما اور مخلص سرپرست ہیں، بیشتر اوقات انہوں نے ہمارے ساتھ ایک بڑے بھائی کا ذمہ دارانہ اور مربیانہ کردار ادا کیا ہے، اس لئے عزیزم محمد انس کے معہد میں داخل کرانے میں مجھے ذاتی طور پر دلچسپی بھی تھی اور مسرت بھی۔

عزیزم محمد انس معہد کے ماحول سے بہت جلد مانوس ہوگئے، اپنی درسیات میں محنت ولگن سے پڑھنے کے ساتھ ساتھ تمام اساتذہ کرام کا ادب واحترام کرتے اور سب سے ربط وتعلق ہوگیا، مولانا رسال الدین حقانی کی وجہ سے تمام اساتذہ بھی عزیزم محمد انس کا خصوصی خیال رکھتے تھے، پھر وہ خود بھی اپنے اچھے اخلاق وآداب کی وجہ سے جلد ہی اپنے اساتذہ کے منظور نظر بن گئے، ظاہر ہے کہ اس میں ان کے والد محترم کی دینی واخلاقی تربیت کا اثر تھا کہ وہ خود بھی اپنے اساتذہ اور بڑوں کے ساتھ حد درجہ تواضع اور احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں، تو انہوں نے اپنے لخت جگر اور نور نظر کو بھی ابتدا ہی سے فرمان نبویؐ کے مطابق "ادبوا اولادکم واحسنوا اخلاقھم" کی روشنی میں حسن اخلاق کی تعلیم اور بڑوں کے ادب اور اساتذہ کے احترام کی تربیت دی تھی۔

برادر مکرم مولانا رسال الدین حقانی کی وجہ سے عزیزم مرحوم مجھ سے بھی خاص تعلق رکھا کرتے تھے، کچھ معاملات بھی ہوتے تھے اور پھر ان کے درجہ میں مجھ سے واسطہ پڑتا تھا، مضمون وغیرہ بھی لکھ کر اصلاح لیا کرتے تھے، ان کے والد محترم نے کہہ رکھا تھا کہ اگر کبھی کوئی ضرورت پیش آئے تو مجھ سے رابطہ کریں، چنانچہ جب بھی کوئی ضرورت پیش آتی تو بلاتکلف مجھ سے کہہ دیا کرتے تھے اور مجھے ان پر حد درجہ اعتماد بھی تھا، معہد الاسلامی میں عزیز مکرم نے دو سال تک تعلیم حاصل کی، ان کا یہ تعلیمی دور الحمدللہ اطمینان بخش اور کامیاب رہا، اس مدت میں الحمدللہ معہد کے سبھی اساتذہ اور طلباء کے ساتھ عزیزم کا تعلق قابل قدر حد تک حسن اخلاق اور اچھے کردار پر مشتمل رہا۔

گذشتہ سال اپنے والد گرامی کے مشورہ ورہنمائی میں مزید عالمیت کی تعلیم وتربیت کے حصول کیلئے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی ایک ممتاز ومعروف شاخ مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی میں داخلہ لیا، پھر گزشتہ سال ہی استاذ محترم حضرت مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی کے وصال کے موقعہ پر جب رائے بریلی جانا ہوا تو اس وقت عزیزم محمد انس سے ملاقات ہوئی جو اس وقت بھی خندہ پیشانی کے ساتھ دیدہ ودل فراش راہ کئے ہوئے تھے، اپنے ہاسٹل میں لیکر گئے اور حسب موقع ضیافت کی سعادت حاصل کی، اور وہیں قیام کے لئے بھی اصرار کیا، والد گرامی مولانا محمد ناظم ندوی صاحب نے عزیزم کے سر پر دست شفقت رکھ کر بہت ساری دعاؤں سے نوازا، اور گاڑی میں بیٹھ کر کہا ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' رسال الدین حقانی کو بھی ہم سے اور ہمیں ان سے بہت محبت اور تعلق ہے، الحمدللہ عزیزم محمد انس بھی اسی طرح محبت واحترام کے ساتھ پیش آتے ہیں، بلا شبہ وہ اپنے کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور محسوس ہوتا ہے۔

بہر حال اتوار ۳۰؍ جولائی ۲۰۱۹ء کے روز تدریسی اوقات سے فارغ ہوکر بیٹھا تھا کہ اچانک سوشل میڈیا کے ذریعہ عزیزم محمد انس کے حادثہ وفات کی خبر پڑھی تو بالکل یقین نہیں آیا کہ ابھی چند روز قبل (عیدالفطر کی تعطیل میں) موصوف معہد میں اپنے سبھی اساتذہ ورفقاء سے ملاقات کر کے گئے تھے، بیمار بھی نہیں تھے، برادر محترم مولانا رسال الدین صاحب کو اس موقع پر فون کر کے تصدیق کرنے کی ہمت نہ ہوئی تو ندوہ میں اپنے مشفق استاذ مولانا محمد اقبال ندوی صاحب کو فون کیا تو انہوں نے پوری تفصیلات سے آگاہ کرایا اور کہا کہ جنازہ رائے بریلی سے دہرہ دون جارہا ہے وہیں تدفین ہوگی، پھر بھی مولانا رسال الدین حقانی سے بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی، ادھر ادھر سے معلومات فراہم کرتے رہے کہ کس وقت تدفین ہوگی، تو صحیح وقت معلوم نہ ہوسکا، پھر مجبوراً بہت ہمت کر کے مولانا رسال الدین حقانی ندوی کو فون کیا، مولانا نے فون رسیو کیا اور خاموش ہوگئے، اسی وقت مسجد سے اعلان ہونے کی آواز آرہی تھی کہ نماز جنازہ رات میں ایک بجے ادا کی جائے گی۔

والد محترم مولانا محمد ناظم صاحب صبح ہی دہلی تشریف لے گئے تھے، واپسی میں ان سے فون پر رابطہ ہوا بتایا کہ ابھی تھوڑی دیر میں سہارنپور پہنچ جائیں گے، والد محترم تشریف لائے، میں نے تدفین کا وقت بتلایا، وقت چونکہ کم تھا فوراً اٹھے وضو کیا اور دہرہ دون کے لئے روانہ ہوگئے، بروقت پہنچ کر نماز جنازہ وتدفین میں شرکت کی، حسب توقع پورے علاقہ عام طور پر ادارہ شباب اسلامی کا ماحول خاص طور پر غم زدہ تھا کہ اس شاداب چمن کا ایک کھلتا مہکتا خوشنما پھول ہمیشہ کیلئے مرجھا گیا تھا اور یہ چمن اپنے مستقبل کے قابل قدر نگہبان اور بالائق پاسبان سے محروم ہوگیا، اس کے باوجود ''ماصاب من مصیبة الا باذن اللّٰه'' (کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں پہنچ سکتی) کے پس منظر میں ''ومن یومن باللّٰه یهد قلبه'' کا ایمان افروز مظہر قابل دید وباعث صدر شک تھا، پورا ماحول اگر چہ سوگوار تھا تاہم صبر وضبط کے ساتھ فیصلہ قضاوقدر پر تسلیم ورضا نیز ''انمایوفیٰ الصابرون اجرهم بغیرحساب'' کی بشارت ہی پر قلبی اطمینان کا ماحول بنا ہوا تھا۔

تدفین کے بعد دیر رات ہی واپسی ہوگئی اور پھر بستر پر لیٹ کر بے چینی سے کروٹیں بدل بدل کر مستقل ذہن ودماغ عزیزم محمد انس کے ہی متعلق سوچتا رہا کہ کیسے ہونہار سلیقہ مند وبا اخلاق ومتواضع اور خدمت گزار طالب تھے، تمام اساتذہ کے منظور نظر تھے اور کیسے ان کے والدین کو قرار اور صبر وسکون حاصل ہوگا، جنہوں نے اپنا ایک قابل وجواں سال بیٹا کھودیا، جس سے ان کی بہت ساری امیدیں اور آرزوئیں وابستہ تھیں، وہ ان کا صرف نور

نظر اور لخت جگر ہی نہیں تھا بلکہ ان کے درخشاں مستقبل کا قیمتی سرمایہ تھا اور دلی تمناؤں کا واحد مرکز بھی تھا، باری تعالی عزیزم کا حشر شہداء کے ساتھ فرمائے اور والدین و متعلقین کو اور ہم سب کو خصوصی رحمت اور خاص فضل کے ساتھ صبر جمیل عطا فرمائے۔

چندروز کے بعد بطور تعزیت مولانا رسال الدین حقانی ندوی صاحب کی خدمت میں حاضری ہوئی تو ان کے صبر وتحمل اور مستقل مزاجی کو دیکھ کر ہمیں خود حوصلہ ملا اور ہمت بڑھی کہ الحمدللہ مولانا ایمانی صفات کے حامل اور اطمینان واستقامت کے ساتھ حسب معمول خوش اسلوبی وشگفتہ مزاجی سے اپنے علمی ودینی وانتظامی کاموں اور مہمانوں سے ملاقات وضیافت میں مصروف عمل ہیں، ورنہ بہت سے لوگ اس طرح کے ناقابل برداشت حادثات کے موقع پر عموماً صبر واستقامت کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں، اور اپنی دنیا وآخرت کا نقصان کر لیتے ہیں؛ لیکن اہل ایمان ویقین مردان مجاہد ایسے موقعوں پر بھی صبر واستقامت کا مظاہرہ کر کے اللہ سے اجر عظیم اور نعم البدل کی تمنا رکھتے ہیں، اللہ تعالی ہم سب کے اندر ہمت وحوصلہ وصبر واستقامت پیدا فرمائیں اور عزیزم مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلی مقام نصب فرمائیں اور مولانا موصوف کو اپنی طرف سے رحمت وسلامتی کے ساتھ اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁

﴿بقیہ پچھلے صفحہ ۳۹ رکا﴾

ان کے والد محترم نے ایک عرصہ تک اپنے زمانہ طالب علمی میں مفکر ملت حضرت مولانا محمد اسلم صاحب مظاہریؒ مہتمم جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم چھٹمل پور کی دل وجان سے خدمت کی، ان کے ایک ایک اشارہ کو بسر وچشم قبول کیا، ان کی دعائیں لیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ انہیں دعاؤں کے طفیل، بلندیوں اور شہرتوں کے بام عروج پر پہنچے، موصوف مرحوم نے بھی یہی نہج اپنا کر ''الولد سرابیہ'' کا ثبوت پیش کیا، ذمہ داران کاشف، اساتذہ کرام اور مہمانان جامعہ کی وہ حتی المقدور خدمت کرتے اس کو بار خاطر نہ سمجھتے، بلکہ مجھے تو یہاں تک معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے ذاتی خرچہ میں سے مہمان جامعہ کی ضیافت پر خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتے تھے، اور بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ وہ ان تمام باتوں کے باوجود وہ کبھی اپنے مقصد اصلی اور فرض منصبی یعنی درسگاہ میں حاضری اور تحصیل علم میں کوتاہی نہیں کرتے، میں نے آج تک ان سے متعلق کوئی شکایتی جملہ کسی زبان سے نہیں سنا، ایسے پھول سے بڑی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں، ان سے بھی مستقبل میں قوم وملت کی خدمات سے متعلق بڑی توقعات تھیں، مگر تقدیر خداوندی کے آگے کوئی چارہ نہیں: ''ماشاء اللّٰہ کان ومالم یشالم یکن'' ایک اٹل فیصلہ ہے، وہ عزیز بھی ہے، قدیر بھی اور حکیم بھی، ہر کام میں اپنے حکم ومصالح کو وہی جانتا ہے، ہم حافظ محمد انس مرحوم کی کم عمری اور شہادت والی موت کو ایک سانحہ اور المیہ سمجھ رہے ہیں، مگر اس کی مضمر مصالح کو وہی بہتر جانتا ہے، دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان کو زمرۂ شہداء، صدیقین اور صالحین میں شامل فرما کر ان کے والدین کی نجات کا ذریعہ بنائے، ان کے پسماندگان اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرما کر ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

❁❁❁❁

مولوی حافظ محمد انس مرحوم کے متعلق ماہنامہ
''نقوش اسلام''
کی خصوصی اشاعت کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔
جمیع طلبہ
مدرسہ ضیاء العلوم، رائے بریلی

تأثرات

تعزیتی خطوط

بروفات حافظ محمد انس ابن مولانا رسال الدین حقانی

مکرمی ومحترمی جناب مولانا رسال الدین حقانی ندوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے، بہت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی جارہی ہے کہ آپ کے فرزند عزیزی مولوی محمد انس متعلّم درجہ ثانویہ سادسہ کا ندی میں ڈوب جانے سے انتقال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

عزیز موصوف! آپ کے فرزند اور ہمارے ادارہ کے ایک ہونہار اور سعید طالب علم تھے، پورا ادارہ رنج کی اس گھڑی میں آپ سے تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے، اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالی آپ کو اور بچہ کی والدہ کو اور دوسرے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آپ حضرات کے ساتھ ساتھ ادارہ کے لئے بھی یہ حادثہ بہت ہی افسوسناک اور المناک ہے۔

واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ مدرسہ کی طرف سے ندی میں نہانے کی پابندی ہے اس لئے کہ بعض جگہوں پر ندی بہت خطرناک ہے ۲۶/شوال ۱۴۴۰ھ بروز اتوار صبح سات بجے گاؤں کے لوگوں کے ذریعہ اطلاع ملی کہ ندی میں ایک نوجوان کی لاش نظر آرہی ہے، مدرسہ کے بعض اساتذہ اور نگراں موقع پر فوراً پہنچے، اس وقت تک شناخت نہیں ہوسکی تھی، پھر گاؤں کے پردھان نے اپنے آدمیوں کے ذریعہ لاش باہر نکالی تو معلوم ہوا کہ یہ تو عزیزی محمد انس کی لاش ہے، پھر چارپائی پر رکھ کر لاش مدرسہ لائی گئی، لاش پر زخم کا کوئی نشان نہیں تھا، صرف ناک سے خون آرہا تھا، جس کے بارے میں تجربہ کار لوگوں نے بتایا کہ ڈوبنے والوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے، یہ یقینی طور پر حادثہ ہی ہے، اس لئے گاؤں کے پردھان نے آپ کی رضامندی اور سب کے مشورہ سے پنچ نامہ تیار کیا، جس پر پردھان اور گاؤں کے کئی افراد، مدرسہ کے اساتذہ وذمہ داران نیز وہاٹس اپ کے ذریعہ بچہ کے والد (آپ) نے بھی دستخط کئے، غسل دلانے کے بعد مولانا بلال صاحب کی امامت میں جنازہ کی نماز پڑھی گئی، پہلے یہ طے ہوا کہ تدفین تکیہ ہی کی قبرستان میں کی جائیگی، بچہ کے والد (آپ) نے اس پر رضامندی بھی ظاہر کردی تھی، پھر ان کی (آپ کی) خواہش ہوئی کہ تدفین بچہ کے وطن میں کی جائے، لہٰذا ایمبولنس کے ذریعہ بعض اساتذہ کے ساتھ لاش کو وطن بھیج دی گئی، اور وہیں تدفین عمل میں آئی، اللہ تعالی بچہ کو غریق رحمت کرے جس نے طلب علم میں رہتے شہادت پائی، اور والدین اور دوسرے اعزاء کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(مفتی) محمد راشد ندوی

مہتمم

مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور

۷/ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ تکیہ کلاں، رائے بریلی (یوپی)

عزیزی گرامی جناب مولانا رسال الدین حقانی ندوی- زیدت معالیکم

ناظم ادارہ شباب اسلامی، دہرادون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیزم حافظ محمد انس حقانی مرحوم کے اچانک دردناک والمناک

حادثہ وفات نے قلب وجگر کو ہلا کر رکھ دیا، اس بچہ کو بچپن سے دیکھا ہے، بہت پیارا بچہ تھا، بچپن سے اب تک اس بچے کے ارتقاء کے جتنے مراحل آئے تقریباً سبھی میں شرکت کا موقع ملا، خواہ وہ ان کی بسم اللہ کا موقع ہو یا تکمیل حفظ وغیرہ بالآخر نماز جنازہ بھی بندہ کے ذریعہ ادا کی گئی، سبھی مناظر نظروں کے سامنے گھوم رہے ہیں، ہمیں اس ہونہار فرزند سے دینی نسبت پر بہت زیادہ امیدیں وابستہ تھی، لیکن بقضائے الٰہی وہ راہی ملک عدم ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس غم کی گھڑی میں بندہ مع اہل خانہ آپ کے ساتھ ہے اور دعا گو ہے کہ رب کریم اور بچہ کی والدہ اور گھر کے جملہ حضرات مرد وخواتین کو صبر جمیل کی دولت سے نوازے۔ آمین

وہ تو شہید ہوئے ہیں اور وہ تو بشارت حدیث کی روشنی میں جنت کی باغ وبہار لوٹ رہے ہوں گے اور بابا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درسگاہ میں علم کے جام پی رہے ہوں گے: "للّٰہ ما اعطی ولہ ما اخذہ کل شئ عندہ لاجل مسمیٰ" ۔(الحدیث) "الذین آمنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ" ۔(سورۂ یونس ۶۳) "فبشرھم بمغفرۃ واجر کریم" ۔ (سورۂ یٰسین ۱۱) "وسقاھم ربھم شرابا طھورا ان ھذا کان لکم جزاء وکان سعیکم مشکورا" ۔(سورۂ دہر آیت ۲۱)

(پیر جی حافظ) حسین احمد قادری مجددی

دائرہ شاہ اسماعیل، خانقاہ بوڑیہ، ہریانہ

محترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیزم قاری محمد انس نوراللہ مرقدہ کا اس دنیائے فانی سے اس کم عمری میں دعوت اجل کو لبیک کہنا اور اس پر تعزیتی کلمات لکھنا کسی بھی محبی کے لئے بہت مشکل ہے: ؎

اس کا سایہ بھی صبر ہوگا
کب جانتا ہے کوئی پیڑ لگانیوالا

یہ شجر بھی سایہ دار تو بنا لیکن عمر کے اعتبار سے تناور نہ ہوسکا لیکن اپنی بہار کے چار محراب قرآن کریم سنائے، شعبہ حفظ وقرأت سے فراغت کے بعد عالمیت کا کورس کرنے میں مشغول ہوگئے، اپنے اخلاق وکردار سے بچپن سے اس دور تک قاری صاحب مرحوم نے نہ صرف اپنے اخلاق وکردار سے معاشرے کے ان سبھی حضرات کو جن سے تعلق ہو دل جیتا بلکہ اپنے والدین کی اور عزیز واقارب کی اطاعت اور فرمانبرداری پر چل کر ان کے دلوں میں بھی جگہ بنائی، ہمارے سے جب بھی ان کی ملاقات ہوئی بہت ہی حلاوت، خوش مزاجی اور محبت کے ساتھ پیش آئے، یہی چیز آج ان کی یاد دلاتی ہے لیکن یہ یاد ماتم اور گریہ وزاری کی حد طے کرنا بالخصوص ماں اور باپ کیلئے بڑا مشکل معاملہ ہے اور اس پر کوئی گفتگو بھی نہایت سخت تبصرہ ہوگا: ؎

جب بھی آیا ہے انکے بھول جانیکا خیال
یک بہ یک آواز آئی لیجئے ہم آ گئے

سعودی عرب میں جب تک کوئی بیمار ہے تو اس کی پوری صحت یابی اور تیمارداری میں کوئی کسر نہ رہے، اس کے لئے اس کے عزیز واقارب پوری جستجو، محنت اور کوشش کرتے ہیں لیکن اگر اس کا انتقال ہوجائے تو وہ اس کے لئے اتنا ہی سوچتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اس کے لئے اتنی ہی زندگی لکھی تھی، موت اور زندگی اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے اور صبر کا دامن تھام لیتے ہیں۔

میں بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور قاری محمد انس مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے، صالح لوگوں کا یہ خاصہ ہے کہ جب وہ رخصت ہوتے ہیں تو اپنی ایسی چھاپ چھوڑ جاتے ہیں کہ یہ محسوس ہوتا کہ: ؎

بشر بس غم منانے کے لئے دنیا میں آتا ہے
دم آمد یہ روتا ہے دم رخصت رُلاتا ہے

دعاؤں کا طالب
ڈاکٹر سید فاروق
ڈائیریکٹر آزاد ایجوکیشنل اکیڈمی، دہرادون

محترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسال الدین! حادثہ بہت سخت ہے، اس کی تلافی کسی طرح ممکن نہیں ہے، اب بس آں عزیز شہید کی یادیں ہی رہ گئی ہیں، جب ہم لوگوں پر اتنا اثر ہے کہ ابھی تک شہید انس کی صورت ہر وقت ذہن کے پردے پر ناچ رہی ہے اور کسی طرح ذہن سے اوجھل نہیں ہورہی ہے، تو ماں باپ کا کیا حال ہوگا، اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے، اللہ تعالی بچے کی بال بال مغفرت فرمائے اور گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ والسلام

(مولانا) اقبال احمد ندوی
استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

حضرت مولانا رسال الدین حقانی ندوی - زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے فرزند ارجمند عزیزم محمد انس میاں کی وفات آپ والدین کے لئے باعث صدمہ عظیمہ ہے اور جمیع اعزاء اور ہم سبھی رنج والم میں شریک ہیں، لیکن چونکہ صاحبزادہ کی وفات راہ علم پر گامزنی سے ہوئی ہے، بلاشبہ آپ کے والدین کے لئے باعث فضیلت ہے، یہ رفاعی جیلانی فقیر، صاحبزادہ انس میاں کے تمام رشتہ داروں کیلئے بالخصوص آپ والدین کو صبر جمیل عطا ہو، دست بدعا ہے۔

دعا گو و دعا جو
شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاہی جیلانی

مکرم ومحترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی زید مجدہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صاحبزادہ کی اچانک موت کی خبر حادثہ کے دن مل گئی تھی، آپ سے فون پر تعزیت کرنے کی کوشش کی گئی، مگر بات نہیں ہوسکی، بعد میں آپ سے بات ہوئی، آپ کے صاحبزادے کی موت سے گہرا صدمہ ہوا، اس اچانک حادثے سے آپ پر جو گزری ہوگی اور آپ کو جو غم ہوا وہ فطری ہے، اللہ تعالی آپ کے بچے کی بال بال مغفرت فرمائے اور آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ایسا بیٹا جو ہونہار ہو، مستقبل میں جس سے بہت سی امیدیں بھی وابستہ ہوں، اس کے اچانک چلے جانے سے یقیناً آپ پر رنج وغم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، مگر مولانا آپ تو خود بڑے عالم ہیں اور دوسروں کے لئے عزم وحوصلے کا سامان کرتے ہیں، اس لئے مصیبت پر صبر سے کام لیجئے، گھر والوں کو بھی صبر کی تلقین کیجئے، اللہ تعالی یقیناً اس کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے گا، انشاء اللہ۔

آج ہم لوگ جناب عمر گوتم صاحب کے ساتھ آپ کی خدمت میں تعزیت کے ئے حاضر ہوئے؛ لیکن آپ کے لکھنؤ میں ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی، انشاء اللہ پھر کسی وقت حاضر ہوکر آپ سے ملاقات کریں گے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو مزید حوصلہ عطا فرمائے اور صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔ والسلام

شریک غم
نجیب الحسن صدیقی ندوی

محترمی جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی حفظہ اللہ ورعاہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنجناب کے لخت جگر ونور نظر کے حادثۂ وفات کا انتہائی رنج وغم کا علم ہوا، اللہ پاک آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا

فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، بہر حال یہ اللہ پاک کا فیصلہ ہے جو اپنے وقت سے آگے پیچھے نہیں ہوسکتا: "اِنَّ لِلّٰہِ مَاأخَذَ وَاِنَّ لِلّٰہِ مَااَعُطیٰ" قلب حزین کے ساتھ ہم تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں اور بارگاہ ایزدی میں دعاء کرتے ہیں کہ رب کریم آپ کو اس عزیز اور انمول لخت جگر کے عوض دارین میں بہتر سے بہتر بدلہ دے اور اس کربناک ودردناک حادثہ کے تحمل کی قوت عطا فرمائے، آمین یارب العالمین، انشاء اللہ جلد خدمت میں حاضر ہوں گا۔ والسلام

(مولانا) محمد طاہر قاسمی

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر، سہارنپور

محترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ رب العزت سے دعا گوہوں کہ وہ انس مرحوم کی جانی انجانی لغزشوں کو درگزر فرما کر جنت الفردوس اعلیٰ مقام عطا فرمائے، نیز آپ کو تمام گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے، نیز آئندہ تمام پریشانیوں اور بلاؤں سے محفوظ ومامون رکھے، آمین یا رب العالمین، اس دکھ کی گھڑی میں ہم سب آپ کے غم میں شریک ہیں، مرحوم کے لئے برابر دعائے مغفرت کرتا رہوں گا۔

خیر اندیش

عامر رشادی مدنی، اعظم گڑھ

گرامی قدر محترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور، تکیہ کلاں رائے بریلی میں زیر تعلیم آپ کے بڑے بیٹے عزیزم محمد انس کی اچانک وحادثاتی موت پر ہم بھی حزن وغم سے دوچار ہے، آپ کا تو وہ جگر گوشہ تھا، آپ پر جو گزر رہی ہے وہ صرف آپ ہی محسوس کرسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کے اہل خانہ بالخصوص والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

عین عہد شباب میں آپ کے فرزند کا چلے جانا بیشک یہ مشیت الٰہی ہی ہے، آپ یوں بھی کارہائے امت میں مصروف رہتے ہیں، جو توفیق الٰہی ہے مگر اس حادثہ کی شکل میں جس خدائی امتحان وابتلاء سے آپ گزر رہے ہیں، وہ یقیناً اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ اللہ آپ کے درجات بلند کرنا چاہتا ہے، نیز مزید کارہائے نمایاں کیلئے آپ کو قبول کیا جارہا ہے، رب ذوالجلال آپ کو اور دینی وملی امور میں معاون آپ کی اہلیہ کو مزید ہمت واستقلال سے وافر حصہ عطا فرمائے، آپ حضرات کو دارین کی سعادت اور مرحوم کے نعم البدل سے نوازے: "اِنَّ لِلّٰہِ مَا أَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعُطیٰ وَکُلّ شَئٍ بِاَجَلٍ مُسَمیٰ فَلتَصبِرُ وَلتَحتَسِبُ" اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر حال میں ثابت قدمی اور اپنی رضا نصیب فرمائے۔ والسلام

(مفتی) محمد راشد مظاہری ندوی

مظاہر علوم وقف سہارنپور

محترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے نور نظر کی خبر پڑھی، یقین کرنے کو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا، لیکن موت برحق ہے، اس صدمہ کی گھڑی میں اللہ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آپ کو اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، نیز آپ کو بیٹے کا نعم البدل عطا فرمائے۔

تبریز عالم قاسمی

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، دہلی

گرامی محترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی ندوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کرتا ہوں کہ آپ بخیر ہوں گے۔

یہ سن کر طبیعت پر بڑا احساس گذرا کہ آپ کے ہونہار بیٹے عزیزم حافظ محمد انس سلمہ اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ رب العزت بچے کی بال بال مغفرت فرمائے، یقیناً باپ کی موجودگی میں دنیا سے بیٹے کا چلا جانا اپنے آپ میں یہ ایک بہت بڑا حادثہ ہے، اللہ پاک آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے، اور خاص طور سے بچے کی والدہ کو مکمل صبر عطا فرمائے۔

میری پہلی ملاقات آپ سے گذشتہ سال پیام انسانیت کے پروگرام رائے بریلی میں ہوئی اور آپ کی معیت میں آپ کے بیٹے محمد انس سے بھی رائے بریلی میں ہی ملاقات ہوئی تھی۔

یقیناً محمد انس سلمہ ایک اخلاق مند طالب علم تھے اور شرم وحیا کے پیکر تھے، آپ کے بیٹے سے مل کر طبیعت بہت خوش ہوئی تھی، آپ نے مستقبل میں اپنے بچے سے بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی ہوں گی، جو یقیناً اب صرف ایک خواب بن کر رہ گئی، ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو بہترین صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

خاکسار

محمد عبداللہ ندوی

خادم ادارہ دعوت الایمان، نوگانوہ، سہارنپور

محترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیز دوست! آپ کے ہونہار، چہیتے اور لاڈلے بیٹے کے حالات اور اس کی آپ بیتی نیز آپ کے ٹوٹے دل کے جذبات سے بھرا ہوا مضمون پڑھ کر ایک عجیب سی کیفیت مجھ پر طاری ہوگئی تھی، مجھے بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ میں آج کس کے حادثہ کی خبر پڑھ رہا ہوں کیونکہ میں نے بھی عزیزم محمد انس جس کو آج مرحوم کہتے ہوئے عجیب سا لگ رہا ہے، بہت قریب سے دیکھا ہے اور آج بھی اس کی صورت میری آنکھوں کے سامنے ایسے ہی گردش کررہی ہے، میں مضمون پڑھتا جارہا تھا اور لگاتار آنسوؤں کی لڑیاں میری آنکھوں سے جاری تھی اور میں اپنے دوست کے غم میں غائبانہ شریک تھا، اور دل ہی دل میں پتہ نہیں کیا کیا سوچ رہا تھا اور اپنے آپ سے سوال بھی کررہا تھا کہ عزیزم محمد انس کا یہ کیا ہوگیا اور میرے دوست پر کیا کیا بیت رہی ہوگی، بہر حال ہر انسان پر زندگی میں ایسے حالات آتے رہتے ہیں کبھی کسی بہانے سے اور کبھی کسی بہانے سے لیکن اللہ تعالی ہر ایک کو اس کی استطاعت اور سکت کے مطابق صبر بھی دے دیا کرتے ہیں، بھائی رات کافی ہوچکی ہے، مضمون پڑھتے پڑھتے کچھ احساسات اور جذبات کی عجیب وغریب کیفیت ہوگی جس کی بناپر یہ تھوڑی سی تحریر آپ کی خدمت میں لکھی ہے، اخیر میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور عزیزم مرحوم محمد انس کی بال بال مغفرت فرمائے۔آمین

آپ کا دوست

محمد منذر ندوی

جامعہ دارالقرآن، سرخیز احمد آباد، گجرات

محترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی جناب کا پورا مضمون پڑھا، آنسو چھلک پڑے، بہت ہی افسوس ناک اور دردناک خبر ہے، اللہ تعالی مرحوم کی مغفرت فرمائے، آپ کو تمام گھر والوں کو صبر جمیل اور استقامت سے نوازیں، بلکہ اللہ تعالی مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائے، اس کو سب قدرت ہے تمام کائنات کے خزانے اسی کی ملکیت ہیں۔

آپ کے حزن وغم کا پورا اندازہ اللہ تعالی ہی جانتے ہیں،

مصیبت کی گھڑی میں اللہ تعالی آپ کو ہمت وحوصلہ دے، افسوس اس بات کا ہے کہ مجھ کواس حادثہ کی اطلاع بہت ہی تاخیر سے ہوئی، مولانا طلحہ صاحب کی وفات کے ہفتہ دس دن بعد انجینئر شمیم صاحب تعزیت کے لئے آئے تھے، انہوں نے بتایا تو حیرت ہوئی کہ اتنا بڑا حادثہ وہ بھی اتنے قریب پیش آیا اور مجھے علم نہ ہوسکا، اور ہوا تو مہینوں کے بعد ہوا کہ اب تعزیت بھی کس منھ سے کروں، اب اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں، امید ہے کہ تاخیر پر معاف فرمائیں گے۔ والسلام

محمد معاذ کاندھلوی

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

قابل فخر لائق صد احترام مولانا رسال الدین صاحب حقانی ندوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے صاحبزادے کی وفات کے بارے میں کسی صاحب نے ہندوستان سے مسیج کیا ہے، پڑھ کر دل بھر آیا، آنکھیں نم ہوگئیں، دعا گو ہوں باری تعالی عزاسمہ عزیزم مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے، جہنم کے گڈھے سے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمائے اور تمام پسماندگان کو خصوصاً آپ کو اور آپ کی اہلیہ محترمہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، یہ ناچیز بھی قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرتا رہے گا، ہندوستان آنے کا ارادہ ہے انشاء اللہ تعزیت کے لئے حاضر ہوں گا، آپ سے بھی دعاؤں کا متمنی ہوں۔ والسلام

آپ کا اپنا

شمشاد عالم قاسمی، مقیم حال دبئی

محترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسال الدین بھائی! بہت ہی افسوس کے ساتھ یہ خبر سنی کہ آپ کا جواں سال بیٹا حادثہ کا شکار ہوگیا ہے، یقیناً ہم سب کے لئے یہ بہت ہی غمناک خبر اور دلدوز واقعہ ہے، انشاء اللہ آپ کا لخت جگر شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوگا، حدیث پاک میں اس کو بھی شہید کہا گیا ہے، جو ڈوب کر مرا ہو، اور پھر اللہ کے راستہ میں اس کی موت واقع ہوئی ہے: "من جائه الموت وهو يطلبه العلم ليحيى به الاسلام فبينه وبين النبيين درجة واحدة فى الجنة" اس بشارت کا بھی وہ مستحق ہوگا انشاء اللہ۔

اللہ تعالی آپ لوگوں کو صبر جمیل عطا فرمائے، نعم البدل عطا فرمائے، ہم آپ کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں، آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

عبد العلیم ندوی

دارارقم این اسلامک انسٹی ٹیوٹ

پیل خانہ، ہوڑہ، کلکتہ

محترم جناب مولانا رسال الدین صاحب حقانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیزم محمد انس کی شہادت کی جانکاہ خبر بجلی بنکر گری، کچھ دیر تک یقین نہیں آیا، ابھی کچھ دن پہلے ہی آپ کے ساتھ رائے بریلی جاکر ان سے ملاقات کر کے آئے تھے، صدمہ کے ساتھ خوشی اس بات کی ہے کہ طلب علم کی راہ میں شہادت کی مبارک موت پائی، جو قابل رشک موت ہے، اللہ تعالی آپ کو اور تمام اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا نعم البدل عنایت فرمائے، آمین

(قاضی ومفتی) محمد ارشاد ندوی

حال استاذ مظاہر علوم وقف سہارنپور

not found.